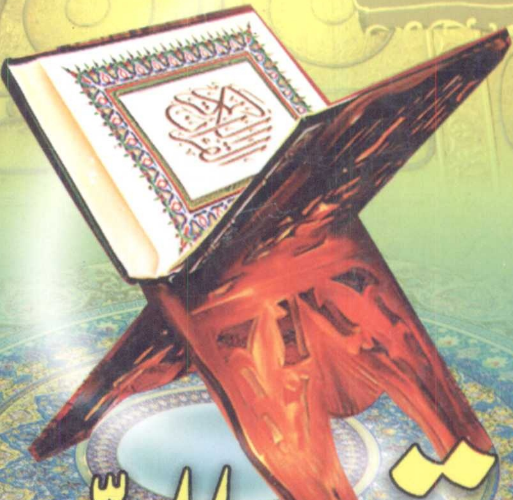


کتاب التوحید

تالیف

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

مترجم

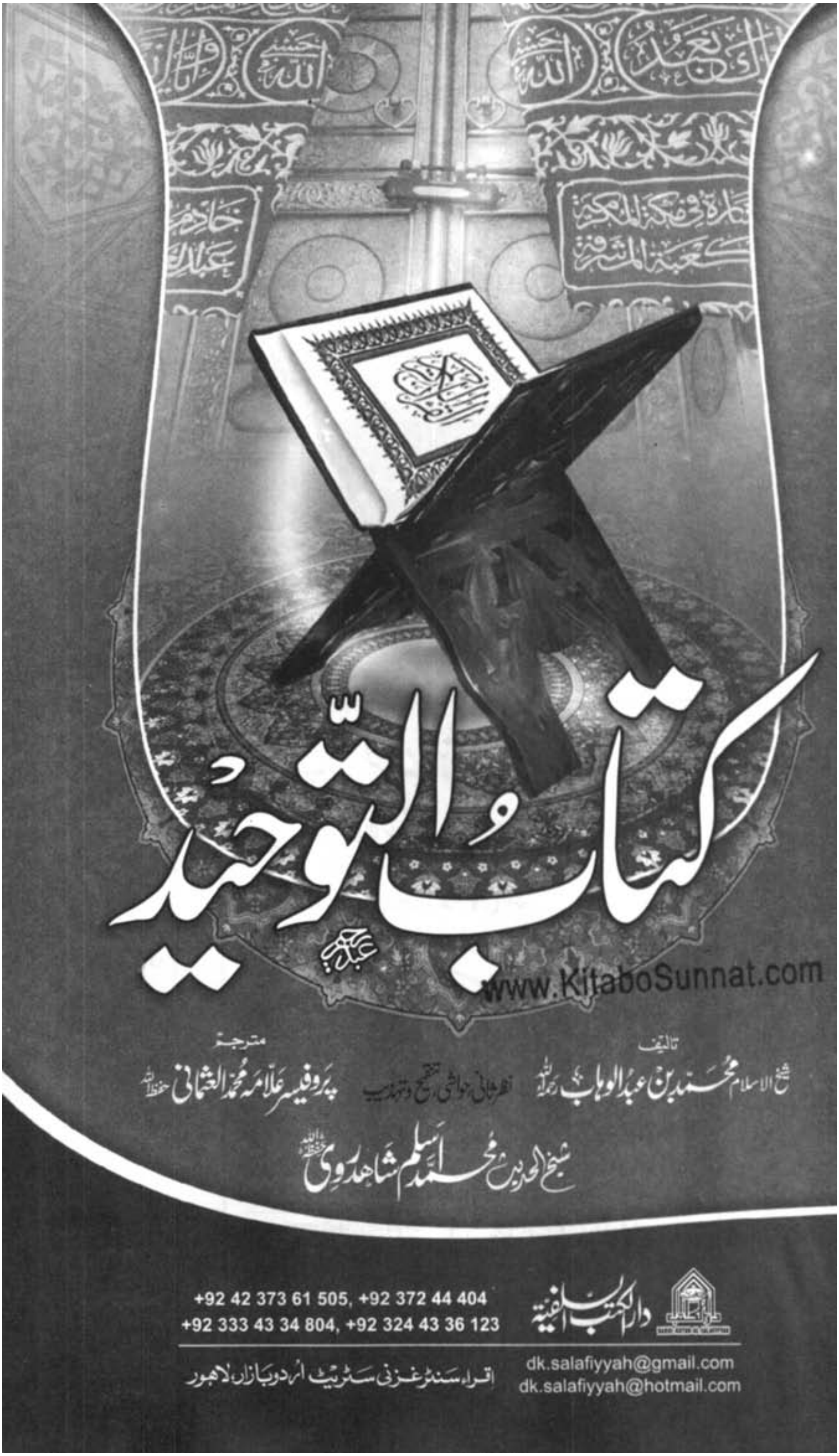
پروفیسر علامہ محمد العثمانی حفظہ اللہ

دار الکتب السلفیۃ

+92 42 373 61 505, +92 372 44 404
+92 333 43 34 804, +92 324 43 36 123

dk.salafiyyah@gmail.com
dk.salafiyyah@hotmail.com

اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور


كتاب التوحيد
www.KitaboSunnat.com
تالیف
شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ
مترجم
پروفیسر علامہ محمد العثمانی حفظہ اللہ
نظر ثانی حواشی تخریج وتہذیب
شیخ الحدیث محمد اسلم شاہدروی حفظہ اللہ
دار الکتب السلفیۃ
+92 42 373 61 505, +92 372 44 404
+92 333 43 34 804, +92 324 43 36 123
dk.salafiyyah@gmail.com
dk.salafiyyah@hotmail.com
اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب: کتاب التوحید

تالیف: شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

مترجم: پروفیسر علامہ محمد العثمانی حفظہ اللہ

بااہتمام: ھناد شکر

اشاعت سوم: جون 2011ء

ناشر: دار الکتب السلفیۃ ○ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
پوسٹ کوڈ: 54000

دار الکتب السلفیۃ

+92 42 373 61 505, +92 372 44 404
+92 333 43 34 804, 92 324 43 36 123

اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

dk.salafiyyah@gmail.com
dk.salafiyyah@hotmail.com

ملنے کا پتہ: فہم القرآن اکیڈمی لاہور

0321-4092015

جناب محمد احمد صاحب
مدیر محدث – لاہور

محمد عثمانی

انتساب

والد گرامی جناب حافظ **نصیر الدین** عثمانی رحمہ اللہ

کے نام

جن کی شفقتوں سے میں اس خدمتِ دین کے قابل ہوا

احقر: **محمد العثمانی**
0321-4092015


کتاب التوحید

فہرست

تقریظ

[از قلم: عظیم دانشور، مفکر جناب علامہ رانا **شفیق خاں** صاحب پسروری]

(مصنف کتب کثیرہ، جانشین مسند ظہیر، کالم نگار روزنامہ پاکستان لاہور،
ڈپٹی سیکرٹری جنرل مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان)

٭٭٭

اللہ رب العزت نے انسان کی رشد و ہدایت کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا ان کی شریعتیں (حالات کے تقاضوں کے مطابق) خواہ مختلف رہیں مگر عقیدۂ توحید ایک ہی رہا۔ سب کی دعوت یہی تھی کہ عبادت کے لائق صرف ایک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور عبادات میں شریک ٹھہرانا یا خالق کائنات کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا اس سے مدد مانگنا، التجا کرنا شرک ہے۔ جو عظیم ترین جرم ہے اور جس کے لیے معافی کی کوئی گنجائش نہیں۔

تمام انبیاء و رسل اسی عقیدۂ توحید کی دعوت دیتے رہے۔ ہمارے ہادی و رہنما حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تمام تر دعوت اور دین کی بنیاد بھی یہی عقیدۂ توحید ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی تبلیغ کا آغاز اسی دعوت و عقیدہ سے کیا تھا۔ جب آپ ﷺ نے کوہِ صفاء پر کھڑے ہو کر اعلان کیا تھا۔

"قُوْلُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا"(۱)

اور آخر دم تک اسی توحید کی دعوت دیتے رہے۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء اور صحابہ کرام، پھر تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ اسی عقیدۂ توحید کے مبلغ و داعی بنے رہے۔ پھر ایک دور آیا

---

(۱) [illegible]

جب یہود ونصاریٰ کی طرح مسلمانوں میں بھی برائیاں اور شرک پیدا ہونے لگا (اور اس کی پیشگوئی خود رسول برحق ﷺ نے فرمادی تھی) لیکن مخلص لوگوں نے شرک کے خلاف عقیدۂ توحید کا پرچار جاری رکھا پھر بھی چند صدی قبل مسلمانوں میں آستانوں اور صلحاء کی قبروں کی طرف عوام کا رخ بہت زیادہ ہو گیا۔ لوگ صلحاء کی قبروں سے توسل اور ان سے ہی اپنی حاجات کے پورا کرانے کا عقیدہ اختیار کرنے لگے۔ اس صورتحال پر جزیرہ نماءعرب میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب ؒ نے توحید کا علم بلند کیا۔ انہوں نے عقیدۂ توحید کی اشاعت کے لیے بہت کام کیا اور تحریر سے ہر طرف عقیدۂ توحید اور رد شرک کا غلغلہ بلند کردیا۔ ان کی تمام تر کتب کی بنیاد ہی دعوت توحید تھی لیکن ''کتاب التوحید'' خصوصاً اپنے موضوع پر ایک خاصے کی چیز تھی۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں اہل توحید نے اس مختصر کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لے لیا۔ پھر پوری دنیا میں اس کتاب نے عوام الناس کے عقیدہ کی اصلاح شروع کردی۔ برصغیر پاک وہند میں بھی یہ کتاب بہت پسند کی گئی۔ عوام کی رہنمائی کے لیے اس کا ترجمہ ایک صدی (قریبا) قبل کیا گیا۔ اس وقت سے آج تک اس کے سینکڑوں ایڈیشن شائع ہوکر قبول عام حاصل کر چکے ہیں۔

برادرم مکرم علامہ محمد عثمانی ہمارے نہایت مخلص اور دین پسند ساتھی ہیں۔ علم دوستی ان کا شعار ہے اور عقیدۂ توحید کا فروغ ان کا مشغلہ ہے۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے یہ توحید کے داعی کی حیثیت سے تبلیغ فرماتے رہتے ہیں۔ انہوں نے ''کتاب التوحید'' کے سینکڑوں ہزاروں نسخے بازار سے خرید کر لوگوں میں بانٹے (تاکہ عقیدۂ توحید کی اشاعت اور عوام کی اصلاح ہو سکے) لیکن جن لوگوں کو یہ ''کتاب التوحید'' مطالعہ کے لیے دیتے وہ کتاب کے مفاہیم اور عبارات کو سمجھنے میں (بعض مقامات پر) دشواری محسوس کرتے (کہ ترجمہ جب ہوا تھا تب کی اور آج کی اردو زبان میں بہت فرق واقع ہو چکا ہے) اسی طرح علامہ محمد عثمانی کے لیے ایک مشکل یہ تھی کہ بازار سے ملنے والی ''کتاب التوحید'' کی قیمت زیادہ ہوتی تھی اور ایک عام آدمی کتنی کتب خرید کر تقسیم کرسکتا تھا؟

چنانچہ انہوں نے (دونوں مشکلات کا) حل یہ نکالا کہ ''کتاب التوحید'' کا خود رواں اردو میں ترجمہ کیا۔ ہمارے ساتھی اور جماعت کے معروف عالم دین جناب حافظ محمد اسلم شاہدروی سے ''کتاب التوحید'' کی تخریج اور مشکل مقامات کی توضیح کروائی۔ موصوف نے اس پر تفصیلی مقدمہ بھی لکھا اور مکمل کتاب کی پروف خوانی کی، تاکہ افادۂ عام کے لیے طبع کرا کے اسے مفت تقسیم کروایا جا سکے۔

مجھے امید کامل ہے کہ علامہ محمد عثمانی جیسے مخلص اور نیک انسان کی یہ محنت بہت پھل لائے گی اور عقیدۂ توحید عام ہو کر رہے گا۔ اس وقت واقعتاً ضرورت ہے کے عوام الناس کے عقائد کی اصلاح کی جائے، لوگوں کو غیر اللہ سے سچے الہ رب العزت کی طرف لے جانا یہی وقت کا جہاد اکبر ہے اور اس جہاد میں مخلص مجاہد علامہ محمد عثمانی اور ان کے ساتھی واقعتاً حوصلہ اور مبارک کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص اور محنتوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

دعا گو:
محمد شفیق خاں پسروری

مقدمہ

ازقلم: شیخ الحدیث حافظ محمد اسلم صاحب شاہدروی (مترجم کتب کثیرہ)
نائب ناظم طبع وتالیف مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب

عقیدہ توحید

عقیدہ:

عقد سے نکلا ہے جس کا لغوی معنی گرہ باندھنا ہے۔ کسی بات کا معاہدہ کرنے والے کو عربی میں ''عقد'' کہتے ہیں۔ اصطلاحاً اس سے مراد وہ نظریہ ہے جس کو انسان قائم کرتا ہے اور اس کے مطابق اپنا ایمان رکھتے ہوئے اپنی زندگی گزارتا ہے۔

توحید:

توحید کا مادہ ''وحد'' ہے۔ یہ باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا مطلب ایک بنانا اور ایک جاننا ہے۔ اصطلاح شرع میں توحید سے مراد اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات، اسماء، صفات، افعال، مشیت، قدرت، حکم، ارادہ وغیرہ میں ایک ماننا اور جاننا ہے۔ اگر ہم صرف عقیدہ کا ذکر کریں تو اس میں اللہ پر ایمان، فرشتوں، کتابوں، رسولوں، روز آخرت اور تقدیر کی بھلائی اور برائی پر ایمان لانا بھی شامل ہے۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی بہت سی تفصیلات اور جزئیات ہیں جن کی وضاحت کے لیے لمبے دفاتر درکار ہیں۔ یہاں پر ہمیں صرف اللہ کی توحید کے حوالے سے کچھ عرض کرنا ہے۔ مختصراً یوں سمجھنا چاہیے کہ توحید سب سے بڑی نیکی اور اس کے برخلاف شرک سب سے بڑا گناہ ہے جبکہ انجام کے اعتبار سے توحید والا پکا جنتی جبکہ شرک والا ابدی جہنمی ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے تھا

تخلیق انسان کا مقصد:

ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی توحید کے اقرار اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ عہد الست میں اس کا اقرار کروایا یعنی جب اللہ پاک نے تمام انسانوں کی روحوں کو اکٹھا کر کے فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا کیوں نہیں! پھر اس پر اللہ تعالیٰ خود بھی شاہد بن گئے۔ پھر کئے گئے اس وعدہ کی یاد دہانی کے لیے اللہ پاک نے انبیاء و رسل کی بعثت کا پاکیزہ سلسلہ جاری فرمایا جنہوں نے انسانوں کو وہ وعدہ یاد دلایا اور مقصد آفرینش پر توجہ دلائی جو کہ قرآنی الفاظ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ.﴾ ①

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

بعض مفسرین نے ﴿لیعبدون﴾ کی تفسیر [لیوحدون] بیان فرمائی ہے یعنی وہ مجھ اکیلے کی عبادت کریں۔ یہی توحید کا بنیادی تقاضا ہے۔

زندگی آمد برائے بندگی   زندگی بے بندگی شرمندگی

جملہ انبیاء کی دعوت:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِي إِلَيْهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ ②

"اور جو بھی پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تم میری ہی عبادت کرو۔"

اس آیت مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جملہ انبیاء کرام کی بنیادی دعوت توحید

---

① سورہ الذاریات، آیت: ٥٦

② سورۃ الانبیاء، آیت: ٢٥

تھی۔ گو کہ شرائع دین اور احکام شرع بدلتے رہے۔ لیکن نقطہ توحید ایک ہی رہا۔ ہم اگر قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو ہمیں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ انبیاء نے اپنی قوموں کو توحید کا سبق سمجھانے کے لیے بہت محنت کی۔ اس کے لیے بہت سی تکالیف اٹھائیں اور مشکلات کا سامنا کیا اور یہ سب کچھ رضائے الٰہی کے لیے خندہ پیشانی سے قبول اور برداشت کیا۔

اگر ہم الگ الگ دیکھیں تو حضرت نوح علیہ السلام کی توحید کے لیے خدمات کا دائرہ کم و بیش تیرہ سو (۱۳۰۰) برس کے طویل زمانہ کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمات کا باب بہت نمایاں ہے۔ توحید کی وجہ سے ان اکیلے کو امت کا درجہ حاصل ہوا۔ حضرت اسماعیل اور اسحٰق کی محنتیں بھی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا مصر کے لوگوں اور جیل کے ساتھیوں کو توحید کا وعظ سنانا بھی ہے۔ حضرت ہود جو قوم عاد کی طرف آئے اور حضرت صالح جو قوم ثمود کی طرف آئے، حضرت شعیب جو مدین کے اصحاب ایکہ یالیکہ کی طرف آئے، حضرت یونس جو نینوی کی قوم کے لیے ساحل سمندر پر اترے یہ سب توحید کا درس دیتے رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ناسمجھ قوم کو ایک لمبا عرصہ توحید کا سبق پڑھاتے رہے لیکن یہ بنی اسرائیل حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندگی بھر ایک اللہ کی عبادت کا پیغام دیتے رہے لیکن یہ عیسائی ان کو اور ان کی والدہ کو شامل کر کے تین معبودوں کا باطل عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا اور فرمایا روز قیامت حضرت مسیح علیہ السلام سے اس متعلق پوچھا جائے گا تو وہ بھی عیسائیوں کے اس باطل عقیدے کا رد کریں گے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: سورۃ المائدۃ، آیت: ۱۱۶تا ۱۱۸۔

شیطان نے جب انسان کو بہکایا اور ان میں اختلاف و افتراق پیدا کیا تو اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار اور نیک لوگوں کی محبت، عقیدت اور پھر ان کی عبادت کو بنیاد بنایا۔

حدیث شریف میں ہے کہ تم بنی اسرائیل کے طریقوں پر برابر برابر چلو گے جس طرح جوتا جوتے کے برابر ہوتا ہے۔ ان دو بنیادوں پر آخری نبی کی امت میں بھی توحید کے انکار اور شرک کے اقرار کا امکان ہوسکتا ہے۔ اس لیے ہمارے نبی نے عقیدہ توحید اپنی امت کو سکھانے

کے لیے بہت محنت فرمائی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت:

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جس کلمہ کی طرف لوگوں کو دعوت دی وہ کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' ہے۔ اس آواز کا سننا تھا کہ اپنے اور پرائے سب جان کے دشمن ہو گئے۔ وہ ہر اس دین کو ماننے اور ہر اس مصالحت کی صورت کو قبول کرنے کو تیار تھے کہ جس میں توحید نہ ہو۔ اسی لیے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو بھی کہہ دیا: ''اللہ کی قسم اگر یہ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند بھی رکھ دیں تو بھی میں دعوت توحید سے رکنے والا نہیں'' مکہ کی تکلیفیں ہوں، شعب ابی طالب کی مشکلات، سفر طائف کی اذیتیں، بلال وصہیب پر ظلم وستم کے پہاڑوں کا ٹوٹنا اور مصائب، یہ سب کچھ توحید کی وجہ سے تھا۔

وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَشَاءَ ۔۔۔ يُبَارِكْ فِي أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

قرآن کریم نے واضح طور پر فرما دیا: ''اے نبی! یہ آپ کے منکر نہیں، بلکہ یہ اللہ کی آیات کے منکر ہیں'' تیرہ (۱۳) برس کا مکی زمانہ اسی دعوت کی ترویج واشاعت میں گزرا۔ پھر مدینہ میں بھی جا کر یہ دعوت جاری رہی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آنخضرت صلی اللہ کو غلبہ دیا آپؐ نے مکہ کو فتح کیا تو سب سے پہلے بیت اللہ کو بتوں سے پاک کیا۔ اللہ کے گھر کو توحید کا مرکز بنایا اور شرک کے اسباب بھی ختم کر دیے، اور فرمایا:

﴿ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (1)

''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل کو مٹنا ہی تھا''

اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ توحید حق ہے اور اس کے خلاف عقیدہ باطل ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے: کسی نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا: جو اللہ اور آپ چاہیں، تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا ہے؟ تم اس طرح کہا کرو: جو اللہ اکیلا چاہے۔ اس سے بھی یہ بات سمجھ آتی ہے کہ آپؐ نے توحید کی تبلیغ میں بہت محنت فرمائی۔

---

(1) سورۃ الاسراء، آیت: ۸۱

صحابہ اور ائمہ کی دعوت:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس دعوت کی اشاعت میں نہایت تیز رو تھے۔ مسلم شریف میں روایت ہے: حضرت ابوالھیاج الاسدی فرماتے ہیں: مجھے حضرت علی نے فرمایا کیا میں تم کو اس کام پر نہ بھیجوں جس کام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا کہ تم جو بھی قبر دیکھو اس کو برابر کردو اور پکی قبر کو گرادو۔ بے شمار واقعات ایسے ہیں جن سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ صحابہ کرام دین کی دعوت کے لیے شب و روز کارفرما تھے۔ ائمہ وفقہاء نے بھی اس فریضہ کو خوب نبھایا۔ مسئلہ خلق قرآن جو اللہ تعالیٰ کی صفات والی توحید کے رد میں تھا اس کے خلاف ائمہ کرام نے آواز اٹھائی، بعض نے اس کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کیے۔

بناء کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت ایں عاشقانِ پاک طینت را

علماء امت کی دعوت:

اس امت کے علماء کو انبیاء کے وارث ہیں ہر دور میں عقیدہ توحید کی حفاظت وتبلیغ کا فریضہ بڑی جانفشانی سے انجام دیتے رہے۔

”لَا يَخَافُوْنَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ“ کی حقیقی اور عملی تصویر بن کر ہر دکھ جھیلا اور پیغمبروں کی جانشینی کا حق ادا کیا۔ اوپر کے عنوانات کی طرح اگر ہم اس عنوان کی بھی تفصیل پیش کریں تو ایک مستقل کتاب درکار ہے۔

اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے حضرت شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ پیر آف جھنڈا نے ”هداية المستفيد“ کے مقدمہ میں ان علماء اہل حدیث کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا ہے جنہوں نے توحید کے موضوع پر کچھ لکھا ہے۔ ان کے مختصر کوائف اور کتابوں کا تعارف بھی درج فرمایا ہے۔ یہ تفصیلی مقدمہ الگ کتاب کی شکل میں بھی شائع ہوگیا ہے۔ یہ کتاب کیا ہے؟ توحید کے پروانوں کی تگ وتاز حیات کا چلتا پھرتا نمونہ ہے ان کی خدمات کا ایک روشن باب ہے۔ حضرت پیر صاحب کی توحید اور موحدین کے ساتھ والہانہ عقیدت کا ایک مظہر ہے۔

توحید کی تعریف اور دعوت توحید پر خدمات کی مختصر تاریخ کے بعد ہم اس کی اقسام اور مختلف صورتوں کی وضاحت عرض کرتے ہیں۔

توحید کی اقسام:

اہل علم فرماتے ہیں توحید کی بنیادی تین اقسام ہیں:

① توحید الوہیت

② توحید ربوبیت

③ توحید اسماء وصفات

ا۔ توحید الوہیت:

یہ ہے کہ اللہ پاک کو "الٰہ" ہونے میں ایک مانا جائے یعنی وہی معبود یکتا ہے اس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں۔ الطاف حسین حالی کہتے ہیں:

ہے ذات واحد عبادت کے لائق　　زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق　　اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اس سے، اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

قرآن کریم سے توحید الوہیت کی صرف ایک مثال ملاحظہ ہو:

﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ ①

"اور تمہارا الٰہ ایک ہی ہے، اس مہربان اور رحم کرنے والے کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے"

توحید کی یہی وہ قسم ہے جس میں مشرکین مکہ کا زیادہ اختلاف تھا۔ ورنہ توحید ربوبیت کے کافی حد تک وہ قائل تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: سورۃ المومنون، آیت: ۸۴ تا ۹۱۔

۲۔ توحید ربوبیت:

کہ وہی سب کا خالق، مالک، رازق، متصرف اور مختار ہے۔ لہٰذا عبادت کے ساتھ ساتھ

---

① سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۶۳

ان تمام قدرتوں کا مالک اس کو سمجھا جائے۔ اس کو مختار کل، حاجت روا، مشکل کشا، غوث اعظم، داتا، دستگیر اور مددگار سمجھا جائے۔ حالی مرحوم مزید فرماتے ہیں:

اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم ۔۔۔ اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو، گر ڈرو تم ۔۔۔ اسی کی طلب میں مرو، گر مرو تم

مبرا ہے شرک سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

لیکن باوجود مسلمان کہلانے کے ہمارے عقائد میں بہت کمزوری آ گئی ہے۔ یہ المیہ آج کا نہیں، حالی کے زمانہ سے پہلے کا ہے۔ فرماتے ہیں:

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر ۔۔۔ جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر ۔۔۔ کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
عبادت کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں ۔۔۔ اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں ۔۔۔ شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

توحید ربوبیت کے متعلق سورۃ فاتحہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے''

توحید اسماء وصفات:

اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء وصفات میں یکتا ماننا۔ اس کے اسماء وصفات میں بیان کردہ

قدرتوں کے مطابق ایمان رکھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے جو صفات اپنی کتاب میں نازل فرمائی ہیں یا اپنے پیغمبروں کی زبانوں کے ذریعے دنیا تک پہنچائی ہیں ہم ان کو بغیر کسی تاویل، تشبیہ، تمثیل، تعطیل اور تجسیم کے مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾①

''اور اللہ کے پیارے نام ہیں تم اس کو ان ناموں کے ساتھ پکارو''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾②

''کہہ دیجیے: تم اللہ، کہہ کر پکارو یا، رحمٰن، کہہ کر پکارو جس بھی نام سے پکارو، اس کے سب نام اچھے ہیں''

حدیث شریف میں ہے: اللہ کے ننانوے نام ہیں۔ جس نے ان کو یاد کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ان ناموں کے مطابق اپنا عقیدہ بنایا۔ محض زبان سے یاد کر لینا مقصود نہیں بلکہ اصل مقصد عقیدے کی درستی ہے۔

اسماء وصفات کی توحید کے حوالے سے دوسری صدی ہجری اور اس کے بعد کے زمانے بہت ابتلاء کے گزرے ہیں۔ اب تو وہ نظریات ناپید ہیں البتہ بعض احناف اب بھی بلا وجہ تمثیل کی طرف جا کر تشبیہ، یا تعطیل کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

عبادت کی اقسام:

چونکہ تمام عبادات میں توحید کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے لہٰذا ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ عبادت صرف نماز، روزہ کا نام نہیں ہے بلکہ عبادت کا مفہوم بڑا وسیع ہے۔ اہل علم نے عبادت کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے:

[هی غاية الخضوع و التذلل و غاية الحب و التعلق]

① سورۃ الاعراف، آیت: ۱۸۰

② سورۃ الاسراء، آیت: ۱۱۰

''عبادت ہر وہ عمل ہے جس میں کسی ذات کے لیے نہایت انکساری اور عاجزی ہو اور نہایت تعلق اور محبت ہو''

لہذا ہر وہ عمل جس پر یہ تعریف صادق آتی ہو اسے اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا چاہیے کسی اور کے لیے نہیں۔

جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بعض عبادات دل سے تعلق رکھتی ہیں، مثلاً: بھروسہ، خوف، امید، خشوع انکساری وغیرہ۔ کچھ عبادات فعلی ہیں، مثلاً: سجدہ، رکوع، نماز، روزہ، حج، طواف اور جہاد وغیرہ۔ کچھ مالی ہیں، مثلاً: زکوۃ، خیرات، صدقات، قربانی، نذر و نیاز وغیرہ۔ اور کچھ عبادات قولی ہیں، مثلاً: حمد، وظیفہ، پکار، دعا اور التجا وغیرہ۔ تو ان میں سے کسی بھی عبادت کو کوئی بھی شخص غیر اللہ کے لیے کرے تو وہ شرک ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقی عبادت کے ارادے سے ہو یا احترام و تعظیم اور عقیدت کی خاطر۔

ہو جس میں عبادت کا دھوکہ مخلوق کی وہ تعظیم نہ کر
جو خاص خدا کا حصہ ہے، بندوں میں اسے تقسیم نہ کر

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا ﴾ ①

''اور تم اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ''

لہذا واضح یہ ہوا کہ عبادت کی کسی بھی قسم میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک، ساجھی، حصہ دار اور حق دار سمجھنا جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔

کتاب التوحید:

شیخ الاسلام حضرت امام محمد بن عبدالوہاب کی تحریر کردہ یہ کتاب ان مندرجہ بالا باتوں کی توضیح و تشریح کے سلسلہ میں ایک نہایت مفید کاوش ہے۔ جس طرح حضرت شاہ اسماعیل شہید کی

① سورۃ النساء، آیت: ٣٦

کتاب "تقویة الایمان" نے اہل ہند اور بیرون ممالک تک بہت سے اردو دان لوگوں کی زندگیوں کو شرک کی نجاست سے پاک کیا ہے اور توحید کا پیروکار بنایا ہے اسی طرح اس کتاب نے عالم عرب میں انقلاب پیدا کر دیا۔

لاکھوں گم گشتگان راہِ توحید نے اس کتاب کے مطالعہ سے راہ پائی۔ اسی وجہ سے فتح المجید، تیسیر العزیز الحمید اور دیگر شروح عربی زبان میں اس کتاب کی تفصیلی وضاحت کے لیے تحریر کی گئیں۔ جبکہ اردو میں ھدایة المستفید جو کہ غالباً فتح المجید کا اردو ترجمہ ہے، قرۃ عیون الموحدین (ترجمہ) و دیگر شروح لکھی گئیں۔

اسی عظیم کتاب کا ایک اردو ترجمہ آپ کے ہاتھ میں ہے یہ بھی خدمت توحید کے سلسلہ کی عظیم کڑی ہے۔ یہ ترجمہ جناب پروفیسر ابو عبداللہ محمد العثمانی حفظہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے۔ موصوف کا آبائی شہر لاہور ہے اور خود بھی تا حال لاہور میں مقیم ہیں۔ انہوں نے مسجد اہل حدیث چینیانوالی جو تقریباً چار سو برس سے آج تک کبار علماء کا مرکز و مرجع رہی ہے، میں دینی فیض حضرت سید داؤد غزنوی، مولانا محمد اسحٰق رحمانی، علامہ احسان الٰہی ظہیر اور مفتی عبید اللہ عفیف سے پایا۔ آج کل اس مسجد کے خطیب جناب علامہ شفیق خاں پسروری ہیں۔ جبکہ راقم الحروف کے ذمہ ایک طویل عرصہ تک اس مسجد میں درس حدیث اور رمضان المبارک کی راتوں میں پڑھی گئی منزل کا خلاصہ بیان کرنا رہا ہے۔

علامہ موصوف جامعہ مدنیہ کریم پارک میں مولانا حامد میاں اور دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں حافظ محمد اسحٰق سے بھی علم حاصل کرتے رہے۔ مدرسہ دارالحدیث چینیانوالی میں ایک عرصہ تک تدریس بھی کی۔ یہاں پر نائب شیخ الحدیث بھی رہے اور یہی منصب دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں بھی پایا۔ نحو، صرف، منطق، فقہ، اور فلسفہ ان کے پسندیدہ مضامین رہے۔ ان کی تدریسی خوبی سے بہت دنیا واقف ہے۔ زبان ادبی اور درس کی تشریح میں لطافت اللہ کی طرف سے خاص عطیہ ہے۔ بڑے ذوق کے آدمی ہیں۔

راقم الحروف کوان سے نیازمندی عرصہ اٹھارہ برس سے ہے اور صرف اللہ کے لیے ہے، خدا قائم رکھے، آمین۔ ترجمہ کے حوالہ سے یہ ان کی پہلی کاوش ہے اور بہت خوب ہے۔ خود ہی اس کتاب کے ناشر ہیں اور آئندہ بھی ایسی مفید کتب کی تحریر واشاعت کا منصوبہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں، آمین۔

راقم کی سعادت:

علامہ عثمانی صاحب نے ترجمہ کے بعد مسودہ ازراہ محبت میرے حوالہ کیا، مجھے اس پر درج ذیل خدمات کی سعادت حاصل ہوئی:

① احادیث واقوال کے حوالے لگائے۔

② ضروری مقامات پر حاشیہ میں توضیحی نوٹس لکھے۔

③ تین مرتبہ مکمل پروف ریڈنگ کی۔

④ یہ مقدمہ تحریر کیا۔

توحید کی کتاب پر مقدمہ لکھنے کا حق تو پیر بدیع الدین شاہ اور مولانا غلام رسول مہر جیسے اعاظم ہی ادا کر سکتے ہیں۔ میں کیا اور میری ہستی کیا۔ پھر بات رب العالمین کی توحید کی ہے جو اس کی صفات کا ذکر ہے جس کے لیے سات سمندر سیاہی اور سب درخت قلمیں بن جائیں تو بھی اس کو لکھ نہیں سکتے۔ یہ تو مترجم کا حکم تھا کہ میں نے یہ چند سطور بے ترتیب لکھی ہیں۔

آخر میں ہم حضور سرور کائنات ﷺ کی مدح وطلب شفاعت میں چند اشعار بزبان خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ، عرض کرتے ہیں۔ آپ توحید کے داعی اعظم اور توحید کے مبلغین کے لیے سب سے بہتر نمونہ تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی محبت، ایمان اور آپ کی رفاقت، اخروی کامیابی کی ضمانت ہے۔ یہ ہماری دعا اور آرزو بھی ہے اور ہر مسلمان کی ہونی چاہیے:

رسول اللہ کے صدقے جان میری جنہوں نے زندگی کے گر سکھائے
چمک اٹھے بروز حشر، قسمت غلامان نبی میں نام جو آئے
کہیں مجھ کو فرشتے وقت آخر اے نفس مطمئنہ، لینے آئے
حسین ایسا حسین ہو یو محشر ملیں سرکار چہرہ مسکرائے

الراقم فقیر بارگاہ صمدی

حافظ محمد اسلم شاہدروی

معاون ناظم طبع وتالیف مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب
مشرف ائمہ والدعاۃ مؤسسۃ الفرقان الخیریہ صوبہ پنجاب
[حمید پارک شاہدرہ لاہور]
بتاریخ 4۔اگست 2006...... بروز جمعۃ المبارک۔ بوقت چاشت

باب:۱

توحید (Monotheism) تمام عبادات (Devotion) کی بنیاد ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ ①

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری بندگی (Wership) کریں۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ ②

''اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (وہ لوگوں کو تعلیم دیں کہ تم) صرف اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت (Fals gods) کی بندگی سے بچو۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ ③

''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم صرف اسی (اللہ) کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک (Kindness) کرو۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ ④

''اور تم سب اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک (Ascribe) مت ٹھہراؤ۔''

---

① سورۃ الذاریات، آیت:۵۶ ② سورۃ النحل، آیت:۳۶

③ سورۃ الاسراء، آیت:۲۳ ④ سورۃ النساء، آیت:۳۶

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا.﴾ ①

''اے محمد! کہہ دیجیے کہ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام (Forbidden) کی ہیں، وہ یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سربمہر (Seal) وصیت حاصل کرنا چاہتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لے۔

﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ. وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ. وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ ②

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دیجیے کہ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں۔ وہ یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اپنی اولاد کو مفلسی (Penury) کے ڈر سے قتل (Slay) نہ کرو، کیونکہ تمہیں (ہم رزق دیتے ہیں) اور ان کو بھی رزق (Sustenance) ہم ہی دیں گے۔ بے حیائی کے کام ظاہر (Open) ہوں یا پوشیدہ (Consealed) تم

---

① سورۃ الانعام، آیت: ۱۵۱

② سورۃ الانعام، آیت: ۱۵۱، ۱۵۳۔ سنن الترمذی، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الانعام، حدیث: ۳۰۷۰

ان کے قریب بھی جاؤ۔ اور جس جان کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہ کرو مگر حق اور جائز طریقے سے، اس اللہ نے تمہیں ان باتوں کی وصیت کی ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔ اور تم یتیموں کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو اچھا اور پسندیدہ ہو۔ یہاں تک کہ وہ (یتیم) اپنی جوانی کی عمر کو پہنچ جائے۔ اور انصاف کے ساتھ ناپ تول پورا کرو، ہم کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتے۔ اور جب بات کرو تو انصاف کی کرو خواہ وہ معاملہ تمہارے رشتہ دار ہی کا کیوں نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے عہد (Covenant) کو پورا کرو۔ اس نے تمہیں ان باتوں کی وصیت (ہدایت) کی ہے تاکہ تم یاد رکھو۔ اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ (Right path) ہے تم اسی پر چلو۔ اسے چھوڑ کر دوسری راہوں پر ہرگز نہ چلو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے دور (Astray) کر دیں گی۔ اس (اللہ) نے تمہیں ان باتوں کی وصیت (ہدایت) کی ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گدھے پر سوار تھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا:

[يا معاذ أتدري ما حق الله على العباد، وما الحق العباد على الله؟]

''اے معاذ! کیا تم جانتے ہو اللہ کا بندوں پر اور بندوں کا اللہ پر کیا حق (Right) ہے؟'' میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

[حق الله على العباد أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئاً، وحق العباد على الله أن لا يعذب من لا يشرك به شيئاً" قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم أفلا أبشر الناس؟ قال: لا تبشرهم فيتكلوا] (1)

اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ کے ذمہ یہ حق ہے کہ جو بندہ شرک (Ascribe) نہ کرے وہ اسے عذاب نہ دے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

(110) صحيح بخاري: كتاب الجهاد والسير، باب سم الفرس والحمار، حديث: ٦٢٦٧۔

اجازت ہو تو لوگوں کو یہ خوشخبری (Glad tiding) سنادوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اسی پر بھروسہ (Rely) کرکے بیٹھ جائیں (اور عمل کرنا چھوڑ دیں)۔

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① جنات اور انسانوں کی تخلیق (Creation) میں اللہ تعالیٰ کی حکمت (Wisdom) کارفرما ہے۔

② عبادت سے مراد توحید (Monotheism) ہے کیونکہ تمام انبیاء اور ان کی امتوں (Nations) کے درمیان یہی بات متنازعہ (Disputed) تھی۔

③ جو شخص توحید پر کاربند نہیں گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہی نہیں۔ سورۃ الکافرون کی آیت کا بھی یہی مفہوم ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فرمایا: تم کہہ دو "اور جن کی تم پرستش کرتے ہو میں ان کی پرستش (Worship) کرنے والا نہیں ہوں۔

④ انبیاء ورسل کی بعثت میں حکمت اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچار کرنا، کارفرما تھی۔

⑤ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر امت کی ہدایت (Guidence) کے لیے رسول بھیجا گیا۔

⑥ تمام انبیاء کی دعوت کا محور (Centre point) صرف توحید تھا۔

⑦ اس سے یہ ایک اہم مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ طاغوت (Fals gods) کا رد اور اس کا انکار کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت ممکن ہی نہیں۔ یہی مفہوم سورۃ البقرۃ کی آیت: ۲۵٦ میں ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "جو طاغوت (Fals gods) کا انکار کرکے اللہ پر ایمان لایا۔" کا یہی مفہوم ہے۔

⑧ "طاغوت" (Fals gods) ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جائے۔

⑨ سلف صالحین (Virtuouse Forefathers) کے نزدیک سورۃ الانعام کی مذکورہ تین محکم آیات کی کس قدر اہمیت تھی۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو دس ہدایات دی گئی ہیں۔ ان میں سب سے اولین ہدایت "شرک سے ممانعت" (Forbidden) کی ہے۔

⑩ سورۂ بنی اسرائیل (الاسراء) آیت:۲۲، میں اٹھارہ مسائل بیان ہوئے ہیں جن کا آغاز شرک کی ممانعت سے ہوتا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

''کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ ورنہ ذلیل *(Cursed)* اور بے یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہو گے''

یعنی ان مسائل میں سب سے پہلے توحید کا بیان ہے اور سب سے آخر میں بھی توحید ہی کا ذکر ہے۔مزید فرمایا:

''اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ بنالینا ورنہ تو ملامت زدہ اور راندۂ درگاہ *(Condemned)* ہو کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے ان مسائل کی اہمیت پر تنبیہ *(Admonish)* کرتے ہوئے آخر میں فرمایا:

''یہ دانائی کی ان باتوں میں سے ہیں جو آپ کے رب نے آپ کی طرف وحی *(Revelation)* کی ہیں۔''

⑪ سورۃ النساء کی حقوق عشرہ والی آیت میں اللہ نے فرمایا:

''اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔'' (النساء:۳۹)

⑫ اس میں نبی اکرم ﷺ کی اس وصیت بھی بیان کی گئی ہے جو آپ نے وفات کے وقت فرمائی تھی۔

⑬ یہ بھی بیان ہے کہ بندوں کے ذمہ اللہ تعالیٰ کا کیا حق (Right) ہے؟

⑭ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟

⑮ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض مسائل کا بہت سے صحابہ کو علم نہ تھا۔

⑯ کسی مصلحت (Expedience) کے پیش نظر علم کو مخفی رکھنا جائز ہے۔

⑰ کسی مسلمان کو خوش خبری سنانا جائز ہے۔

⑱ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ کر کے عمل ترک کر دینا جائز نہیں۔

⑲ جس سے کوئی بات پوچھی جائے اور وہ نہ جانتا ہو تو یوں کہہ دے: اللہ و رسولہ اعلم (اللہ

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

(۲۰) کسی کو علم سکھانا اور کسی کو وہ علم نہ سکھانا (کسی مصلحت کے پیشِ نظر) جائز ہے۔

(۲۱) نبی اکرم ﷺ حد درجہ تواضع کرنے والے تھے۔ آپ جلیل القدر ہونے کے باوجود گدھے پر نہ صرف سوار ہوئے بلکہ دوسرے آدمی کو بھی اپنے ساتھ سوار کر لیا۔

(۲۲) سواری پر اپنے پیچھے کسی دوسرے کو سوار کر لینا جائز ہے۔

(۲۳) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی اس باب کے مطالعہ سے واضح ہوتی ہے۔

(۲۴) توحید کی اہمیت (Importance) اور عظمت اس باب میں خوب بیان کی گئی ہے۔

باب:۲

توحید کی فضیلت (Virtue) اس کی برکت (Blessing) سے گناہوں کا مٹنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ ①

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمانوں میں ظلم کی ملاوٹ نہ ہونے دی ان ہی کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ (Righteous) ہیں''

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اس بات کی گواہی دے: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام بھی اس کے بندے، اس کے رسول اور اس کا کلمہ (Word) ہیں جو سیدہ مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا (Gleam) تھا اور وہ اسی کی طرف سے بھیجی ہوئی روح (Spirit) ہیں۔ اور جنت اور جہنم برحق ہیں۔ تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا خواہ اس کے اعمال کیسے بھی ہوں۔'' ②

حضرت عتبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے اللہ کی رضا کے لیے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اقرار کیا، اللہ اس کو جہنم کی آگ

---

① سورة الانعام، آیت: ۸۲

② صحیح بخاری: کتاب الانبیاء، باب قوله تعالی یا أهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم، حدیث: ۳٤۳۵۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب الدلیل علی من مات علی التوحید دخل الجنة، حدیث: ۲۸

پر حرام کر دے گا"①

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: یا اللہ! مجھے کوئی ایسا کلمہ بتائیں جس کے ساتھ تیرا ذکر کروں اور تجھے پکاروں۔ اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ! "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کہا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ! یہ تو تیرے سب بندے پڑھتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمانوں اور زمینوں اور ان کی تمام مخلوق کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے تو یہ کلمہ بھاری ہو جائے"②

سنن ترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حسن درجہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ کر کے آجائے لیکن تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہو تو میں اسی قدر بخشش و مغفرت لے کر تیرے پاس آؤں گا"③

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ کا فضل اور رحمت بہت وسیع ہے۔

② اللہ تعالیٰ کے ہاں توحید پر کاربند رہنے کا بہت بڑا اجر وثواب (Great Reward) ہے۔

③ توحید ثواب کا ذریعہ تو ہے ہی ساتھ میں گناہوں کا کفارہ (Atonement) بھی ہے۔

④ سورۃ الانعام کی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے کہ فرمان الٰہی میں ظلم سے مراد شرک ہے۔

---

① صحیح بخاری: کتاب الصلاۃ، باب المساجد فی البیوت، حدیث: ٤٢٥۔ صحیح مسلم: کتاب المساجد، باب الرخصة فی التخلف عن الجماعة لعذر، حدیث: ٣٣

② المستدرك للحاكم: ٥٢٨/١

③ سنن الترمذی: کتاب الدعوات، باب یا ابن آدم انك ما دعوتنی، حدیث: ٣٥٤٠

۵ حضرت عبادہ بن صامت کی روایت میں سرفہرست شرک نہ کرنے کی ترغیب ہے۔

۶ توحید کا مفہوم خوب واضح ہوتا ہے کہ محض زبان سے اقرار کر لینا ہی کافی نہیں۔

۷ جس نے اللہ کی رضا کے لیے کلمہ پڑھا اس کی عظمت حدیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے۔

۸ انبیاء کرام کو بھی توحید کی اہمیت جاننے کی ضرورت تھی۔

۹ قابل توجہ (Basic Point) بات تو یہ ہے کہ اگر کلمہ توحید تمام مخلوق سے وزنی ہے تو پھر کلمہ گو لوگوں کے نامہ اعمال کا پلڑا ہلکا کیوں رہے گا؟

۱۰ اس باب میں مذکور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہیں۔

۱۱ آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کی مخلوق آباد ہے۔

۱۲ اللہ تعالیٰ کی بہت صفات ہیں جبکہ فرقہ اشاعرہ اللہ کی صفات کا انکار کرتے ہیں۔

۱۳ زبان سے کلمہ توحید کا اقرار کافی نہیں بلکہ نجات کے لیے ضروری ہے کہ شرک کو کلیۃً چھوڑ دیا جائے۔

۱۴ نبی اکرم ﷺ اور جناب عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

۱۵ ہر چیز اللہ کا کلمہ ہے کیونکہ اللہ کے حکم سے پیدا کی گئی ہے، اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کو خصوصی طور پر اللہ کا کلمہ کہا گیا ہے۔

۱۶ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو خصوصی طور پر اپنی روح قرار دیا ہے۔

۱۷ اس باب سے واضح ہوتا ہے کہ جنت اور جہنم پر ایمان لانا بھی لازم اور ضروری ہے۔

۱۸ جنت میں جانے کے لیے صاحب توحید ہونا ضروری ہے، اعمال میں کمی کوتاہی سے اللہ تعالیٰ درگزر کر جائیں گے۔

۱۹ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ جس ترازو (Scale) کے ساتھ لوگوں کے اعمال تولیں گے اس کے بھی دو پلڑے ہوں گے۔

۲۰ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت [وَجْهٌ یعنی ''چہرہ''] کا اثبات ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی مثال کوئی نہیں ہے، اس لیے اس کے چہرہ مبارک کی کیفیت بیان کرنے سے انسانی عقل عاجز ہے۔

باب:۳

جو آدمی توحید کے تقاضے (Requirement) پورے کرے گا وہ بغیر حساب جنت میں جائے گا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ①

''بے شک ابراہیم (علیہ السلام) خود میں ایک جماعت تھے اللہ کے تابع فرماں اور یک سو تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ﴾ ②

''(اور ایمان والے وہ ہیں) جو کسی کو اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے''

جناب حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں ایک دفعہ سعید بن جبیرؒ کے پاس حاضر تھا کہ انہوں نے کہا: کیا تم میں سے کسی نے رات کو ٹوٹتا ہوا تارا دیکھا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں، میں نے دیکھا تھا تب میں نماز میں مشغول نہ تھا، بلکہ مجھے کسی زہریلی چیز (Poisonous) نے ڈس لیا تھا۔ سعید بن جبیرؒ نے پوچھا: پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے بتایا کہ میں نے دم کر لیا تھا۔ انہوں نے پھر پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے کہا کہ ہمیں شعبی نے ایک حدیث بیان کی ہے، اس کی بنا پر میں نے دم کرایا۔ انھوں نے پھر پوچھا: شعبی نے تمھیں کون سی حدیث بیان کی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ انہوں نے بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک حدیث بیان کی ہے:

[لا رقية الا من عين او حمة] ③

''نظر بد (Evil Eye) اور زہریلی چیز (Poisonous) کے ڈسنے کے سوا کسی اور

① سورۃ النحل، آیت: ۱۲۰ ② سورۃ المومنون، آیت: ۵۹

③ مسند احمد بن حنبل: ۱/ ۲۷۱، حدیث: ۲۴۴۸

صورت میں دم (*Incantation*) (جائز) نہیں۔"

یہ سن کر سعید بن جبیر نے فرمایا: جس نے جو سنا اور پھر اس پر عمل کیا اس نے بہت ہی اچھا کیا البتہ ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث سنائی ہے، آپ نے فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَ مَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيَّ وَ مَعَهُ الرَّجُلُ أَوِ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ حَتَّى رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِي فَقِيلَ لِي هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ . فنظرت فاذا هو سواد عظيم فقيل لى هذه امتك و معهم سبعون الفا يدخلون الجنة بغير حساب و لا عذاب، ثم نهض فدخل منزله فخاض الناس فى اولئك فقال بعضهم فلعلهم الذين صحبوا رسول الله صلى الله عليه وسلم و قال بعضهم فلعلهم الذين ولدوا فى الاسلام و لم يشركوا بالله شيئا، و ذكروا اشياء فخرج عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبروه فقال:

هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فقام عكاشة بن محصن فقال ادع الله ان يجعلنى منهم، قال انت منهم قام رجل آخر فقال ادع الله ان يجعلنى منهم فقال سبقك بها عكاشة[1]

"مجھے بہت سی امتیں دکھائی گئیں۔ میں نے دیکھا کہ کسی نبی کے ساتھ تو بہت بڑی جماعت ہے اور کسی کے ساتھ ایک دو آدمی۔ میں نے ایک نبی ایسا بھی دیکھا جس کے ساتھ ایک بھی امتی نہ تھا۔ اسی دوران میرے سامنے ایک بہت بڑی جماعت آئی میں نے سمجھا کہ یہ میری امت ہے۔ لیکن مجھے بتایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے۔ پھر میں

---

(1) صحیح بخاری: کتاب الطب، باب من اکتوی او کوی غیرہ و فضل من لم یکتو، حدیث: ۵۷۰۵۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنۃ، حدیث: ۲۲۰

نے ایک اور بہت بڑی جماعت دیکھی۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے۔ ان میں ستر ہزار آدمی بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ اتنا فرمانے کے بعد نبی اکرم ﷺ اٹھ کر گھر تشریف لے گئے اور صحابہ کرامؓ ان خوش نصیب ستر ہزار افراد کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے لگے۔ بعض نے کہا شاید یہ وہ لوگ ہوں گے جو نبی اکرم ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ اور بعض نے کہا شاید یہ وہ لوگ ہوں گے جو عہد اسلام میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ اس کے علاوہ بھی انہوں نے کچھ باتیں کیں۔ اتنے میں نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے تو صحابہ کرامؓ نے آپ کو اپنی بات چیت سے آگاہ کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو دم کراتے ہیں نہ علاج کی غرض سے اپنے جسم کو داغتے ہیں، اور نہ ہی فال نکالتے ہیں بلکہ وہ صرف اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔'' یہ سن کر عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں شامل کردے۔ آپؐ نے فرمایا: ''تو ان میں سے ہے۔'' اس کے بعد ایک اور شخص کھڑا ہوا۔ اس نے بھی یہی درخواست کی: تو آپ نے فرمایا: ''اس دعا میں عکاشہ تم پر سبقت (Excel) لے گیا۔''

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① توحید کے اوپر کاربند رہنے کے حساب سے لوگوں کے درجات (Ranks) ومراتب مختلف ہیں۔

② توحید کے تمام تقاضے پورے کرنے کا مطلب بھی واضح ہوا۔

③ اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کے بارے فرمایا: ''وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔''

④ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر اولیاء کی بھی تعریف فرمائی ہے کہ وہ شرک سے بیزار ہوتے ہیں۔

⑤ توحید کا تقاضا ہے کہ دم اور جسم داغنے کے طریقۂ علاج کو ترک کیا جائے۔

⑥ ان اوصاف کے حامل ہونا ہی درحقیقت توکل ہے۔

⑦ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم کی وسعت اور ان کی حقیقت پسندی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ بغیر حساب جنت میں جانے والوں کو یہ بلند مرتبہ صرف توکل کی بدولت حاصل ہوگا۔

⑧ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیر اور نیکی کے کاموں پر بہت حریص (Greedy) تھے۔

⑨ امت محمدیہ بلندیٔ درجات اور کثرت تعداد کے اعتبار سے تمام امتوں سے افضل اور برتر ہے۔

⑩ جناب موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے۔

⑪ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمام امتیں پیش کی گئیں۔

⑫ ہر امت کو اس کے نبی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

⑬ انبیاء کی دعوت کو عموماً بہت کم لوگوں نے قبول کیا۔

⑭ جس نبی پر ایک بھی آدمی ایمان نہ لایا وہ قیامت کے دن اکیلا ہی آئے گا۔

⑮ تعداد کی کثرت پر غرور کرنا اور تعداد کی کمی پر پریشان ہونا احمقانہ (Stupid) سوچ ہے کیونکہ قلت یا کثرت معیار حق نہیں۔

⑯ نظر بد اور زہریلی چیز کے ڈسنے کے علاوہ کسی صورت میں دم کرنا جائز نہیں۔

⑰ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے قول: ''جس نے جو سنا اس کے مطابق عمل کیا اس نے اچھا کیا'' سے اسلاف کے علم کی گہرائی کا پتہ چلتا ہے۔

⑱ سلف صالحین بے جا تعریف کرنے اور سننے کو برا جانتے تھے۔

⑲ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عکاشہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تو ان میں سے ہے۔'' آپ کا یہ قول آپ کے سچے ہونے اور دلائل نبوت (Signs of Prophethood) میں سے ایک دلیل ہے۔

⑳ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

(٢١) بعض اوقات کسی ضرورت اور مصلحت کے پیش نظر اشارہ وکنایہ (Allusive) میں گفتگو کرنا جائز ہے۔ آپ نے عکاشہ رضی اللہ عنہ کے بعد دوسرے آدمی سے یہ نہیں فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں بلکہ فرمایا کہ "عکاشہ تم پر سبقت لے گیا۔"

(٢٢) حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے بعد دعا کی درخواست کرنے والے دوسرے آدمی کو بڑے اچھے انداز کے ساتھ جواب دینے میں اس بات کا ثبوت ہے کہ نبی اکرم ﷺ عظیم (Great) اخلاق کے مالک تھے۔

باب :۴

شرک (Polytheism) سے بچنے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ ①

''بے شک اللہ (یہ جرم) کبھی نہیں معاف کرے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا دوسرے گناہوں میں سے جس کو چاہے معاف کر دے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کی پوجا کے بارے فرمایا:

﴿وَ اجْنُبْنِي وَ بَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ﴾ ②

''اے میرے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو بتوں (Idols) کی پوجا سے بچانا۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[اخوف ما اخاف عليكم الشرك الاصغر . فسئل عنه فقال: الرياء] ③

''مجھے سب سے زیادہ ڈر تمہارے شرک اصغر میں مبتلا ہونے کا ہے۔ پوچھا گیا کہ شرک اصغر کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ریاکاری (Hypocrisy)۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[من مات و هو يدعو من دون الله ندا، دخل النار] ④

''جس آدمی کو اس حال میں موت آئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو پکارتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① سورة النساء، آیت: ٤٨ ② سورة ابراهيم، آیت: ٣٥

③ مسند احمد بن حنبل: ٥ / ٤٢٨، ٤٢٩

④ صحيح بخاری: كتاب التفسير، باب قوله تعالىٰ "و من الناس من يتخذ من دون الله اندادا"، حديث: ٤٤٩٧

[من لقي الله لا يشرك به شيئا دخل الجنة و من لقيه يشرك به شيئا دخل النار][1]

"جو کوئی اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک (Partner) نہ کیا ہو تو وہ جنت میں جائے گا اور جو اس حال میں اس سے ملا کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔"

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① انسان کو ہر وقت شرک سے بچتے رہنا چاہیے۔

② ریاکاری بھی شرک کی ایک قسم ہے۔

③ ریاکاری "شرک اصغر" ہے۔

④ صالح لوگوں پر دیگر گناہوں کی نسبت "ریاکاری" کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔

⑤ جنت (Paradise) اور جہنم (Hell) انسان کے قریب تر ہیں۔

⑥ حدیث مبارکہ میں جنت اور جہنم کے قریب ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔

⑦ جس نے شرک نہ کیا وہ جنت میں ضرور جائے گا اور جسے شرک کی حالت میں موت آئی وہ جنت میں نہیں بلکہ جہنم میں جائے گا اگرچہ وہ بہت عبادت کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔

⑧ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے بتوں کی عبادت سے محفوظ رہنے کی دعا کی۔ ہمیں بھی شرک سے محفوظ رہنے کی دعا کرنی چاہیے۔

⑨ جناب ابراہیم علیہ السلام نے "اے میرے رب! ان (بتوں) نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔" کہہ کر اکثر لوگوں کی حالت سے عبرت حاصل کی اور دعا کی کہ اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی (Idols worshiping) سے محفوظ رکھنا۔

⑩ باب میں مذکور احادیث سے کلمہ "لا الہ الا اللہ" کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

⑪ شرک سے بچنے والوں کی فضیلت اور شرک کرنے والوں کی علامات کا اس باب میں ذکر کیا گیا ہے۔

---

(1) صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على من مات لا يشرك بالله دخل الجنة... حديث: ٩٣

باب :۵

''لا الہ الا اللہ'' کی طرف دعوت دینے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ ①

''(اے محمدؐ) آپ کہہ دیں کہ میرا اور میرے متبعین کا راستہ تو یہ ہے کہ ہم سب پوری بصیرت (Insight) کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے اور میرا مشرکین سے کچھ واسطہ نہیں۔''

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے فرمایا:

|انك تاتى قوما من اهل الكتاب فليكن اول ما تدعوهم اليه شهادة ان لا اله الا الله (فى رواية الى ان يوحدوا الله) فان هم اطاعوك لذلك فاعلمهم ان الله افترض عليهم خمس صلوات فى كل يوم و ليلة فان هم اطاعوك لذلك فاعلمهم ان الله افترض عليهم صدقة توخذ من اغنيائهم فترد على فقرائهم فان هم اطاعوك لذلك فاياك و كرائم اموالهم، و اتق دعوة المظلوم فانه ليس بينه و بين الله حجاب| ②

''تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جارہے ہو۔ تم انہیں سب سے پہلے اس گواہی کی طرف دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ تم انہیں

① سورۃ یوسف، آیت:۱۰۸

② صحیح بخاری: کتاب الزکاۃ، باب لا تؤخذ کرائم اموال الناس فی الصدقۃ، حدیث: ۱۴۵۸۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب الدعاء الی الشہادتین، حدیث: ۱۹

سب سے پہلے یہ دعوت دینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کر لیں۔ اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پس اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو پھر انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو مالداروں سے وصول کر کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی۔ پس اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو ان کے عمدہ اور قیمتی اموال لینے سے احتیاط کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔''

حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ خیبر کے روز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''کل میں پرچم ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بھی اسے محبت کرتے ہیں' اس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ چنانچہ صحابہ کرام رات بھر قیاس آرائیاں (Thinking) کرتے رہے کہ پرچم کس کو دیا جائے گا؟ صبح ہوئی تو تمام صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ پرچم اسے ہی ملے۔ تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ بتایا گیا کہ ان کی تو آنکھیں دکھتی ہیں۔ صحابہ کرام حضرت علیؓ کو بلا کر لائے تو نبی اکرمؐ نے ان کی آنکھوں پہ اپنا لعاب مبارک لگایا اور دعا فرمائی۔

چنانچہ حضرت علی مکمل طور پر یوں شفایاب ہو گئے گویا انہیں کچھ بھی تکلیف نہ تھی۔ آپ نے جھنڈا حضرت علیؓ کو تھما دیا اور فرمایا: ابھی روانہ ہو جاؤ اور سیدھے ان کے میدان میں جا اترو۔ پھر سب سے پہلے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا اور اللہ تعالیٰ کے جو حقوق اسلام میں ان پر عائد ہیں وہ انہیں بتانا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو (یہ سعادت) تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔''

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① نبی اکرم ﷺ کے متبعین دوسروں کو بھی اللہ کے دین کی دعوت دیتے ہیں۔

② اس باب میں اخلاص نیت (Sincerity of intention) کی بھی ترغیب ہے کیونکہ

اکثر لوگ حق کی دعوت لے کر اٹھیں تو اس میں مخلص نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگوں کو بالعموم اپنی ذات کی طرف بلاتے ہیں۔

③ دعوت کے کاموں میں بصیرت (Wisdom) سے کام لینا ضروری ہے۔

④ توحید کا ایک یہ بھی تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر عیب اور نقص سے پاک تسلیم کیا جائے۔

⑤ شرک دراصل اللہ تعالیٰ کے بارے میں گالی ہے۔

⑥ مسلمان کو مشرکین سے الگ تھلگ اور دور رہنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اگرچہ وہ شرک نہیں بھی کرتا لیکن ان کے ساتھ میل جول کی بنا پر ان کا ساتھی بن جائے۔

⑦ دین کے فرائض (Obligations) میں توحید اولین فریضہ ہے۔

⑧ نماز اور دیگر احکام سے قبل توحید کی تبلیغ کی جائے۔

⑨ نبی اکرم ﷺ کے فرمان | ان یوحد واللہ | اور کلمہ | لا الہ الا اللہ | کی شہادت (Martyrdom) دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے۔

⑩ بعض لوگ اہل کتاب ہونے کے باوجود عقیدۂ توحید (Monotheism) سے ناواقف نہیں ہوتے یا جاننے کے باوجود اس پر عمل نہیں کرتے۔

⑪ دین کی تعلیم درجہ بدرجہ (تدریجاً) دینی چاہیے۔

⑫ تبلیغ کے مراحل میں اہمیت کے مطابق احکام بیان کیے جائیں۔

⑬ زکوۃ مالداروں سے لے کر فقراء اور مساکین میں تقسیم کرنی چاہیے۔

⑭ استاد یا واعظ کا فرض ہے کہ وہ شاگرد یا سامع کے شبہات کو بھی دور کرے۔

⑮ زکوۃ وصول کرتے وقت قیمتی مال لینا منع ہے۔

⑯ مظلوم کی بد دعا سے بچنا چاہیے۔

⑰ مظلوم کی بد دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

⑱ نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء پر تکالیف و مشقت اور بھوک و پیاس کا گزرنا بھی توحید کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

(۱۹) نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ "میں کل پرچم ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔" آپ کی علامات نبوت میں سے ہے۔

(۲۰) نبی اکرم ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعاب (Saliva) لگانا اور ان کا فوراً صحت یاب ہو جانا بھی آپ کی علامات نبوت میں سے ہے۔

(۲۱) اس باب میں مذکور حدیث مبارکہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عظمت اس سے واضح ہوتی ہے۔

(۲۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت بھی واضح ہے کہ وہ رات بھر یہ سوچتے رہے کہ صبح یہ پرچم کس خوش نصیب (Lucky) کو ملے گا، اور اس سوچ میں وہ فتح کی بشارت بھول گئے۔ (گویا ان کے ہاں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا اعزاز فتح کی بشارت سے زیادہ محبوب اور اہم تھا۔)

(۲۳) تقدیر (Destiny) پر ایمان ہونا چاہیے۔ دیکھئے: پرچم ایسے آدمی کو ملا جس نے اس کے حصول کی خواہش یا کوشش نہیں کی جبکہ کوشش کرنے اور خواہش رکھنے والے اسے حاصل نہ کر سکے۔

(۲۴) نبی اکرم ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمانا: 'سیدھے جاؤ' آداب جنگ کی تعلیم دیتا ہے۔

(۲۵) جنگ سے پہلے کفار کو اسلام کی دعوت دینی چاہیے۔

(۲۶) لوگوں کو چاہے پہلے بھی دعوت دی جا چکی ہو پھر بھی جنگ سے پہلے اسلام کی دعوت دینا مشروع ہے۔

(۲۷) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان پر اللہ تعالیٰ کے جو حقوق (Rights) عائد ہوتے ہیں وہ انہیں بتلانا' اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی دعوت بڑی حکمت (Wisdom) کے ساتھ پیش کرنی چاہیے۔

(۲۸) ایک مسلمان کو خود پر عائد ہونے والے حقوق اللہ (Rights of Allah) واقف ہونا چاہیے۔

(۲۹) جس کے ہاتھوں ایک بھی آدمی ہدایت پا جائے اس کے لیے اجر عظیم اور بڑی عظمت ہے۔

(۳۰) اور فتویٰ پر قسم اٹھا لینا جائز ہے۔

باب:۶

توحید کی تفسیر (Exegesis) اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی گواہی (Testifcation) کا مفہوم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴾ ①

''جنہیں وہ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کا تقرب حاصل کرنے کے لیے وسیلہ (Mediation) ڈھونڈتے ہیں کہ کون اس کے زیادہ قریب ہے۔ اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے سہمے رہتے ہیں۔ بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ. إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ. وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴾ ②

''اور جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم جن کی عبادت کرتے ہو میں ان سے لاتعلق ہوں۔ ہاں جس نے مجھے پیدا کیا' وہی میری راہنمائی بھی کرے گا۔ اور وہ یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے تاکہ وہ بھی اللہ ہی کی طرف رجوع کریں۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ﴾ ③

''انہوں نے اپنے علماء اور بزرگوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا ہے۔''

---

① سورۃ الاسراء، آیت: ۵۷ ② سورۃ الزخرف، آیت: ۲۶ تا ۲۸

③ سورۃ التوبۃ، آیت: ۳۱

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ ①

''کچھ لوگ غیروں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے اللہ کی سی محبت کرتے ہیں اور ایمان والے سب سے زیادہ کر اللہ سے محبت کرتے ہیں۔''

نبی اکرم ﷺ نے توحید کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''جس شخص نے ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کر لیا اور باطل معبودوں (Fals gods) کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون محفوظ ہو گیا۔ اب اس کا باقی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔''

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① مسئلہ توحید اور کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی دینے کی وضاحت اس باب میں کی گئی ہے۔

② سورۃ الاسراء (بنی اسرائیل) کی آیت ۵۷ میں ان مشرکین کی تردید ہے جو نیک لوگوں اور بزرگوں کو پکارتے ہیں۔ اس آیت میں اسی عمل کو شرک اکبر (Major polytheism) کہا گیا ہے۔

③ توحید کے دلائل میں ایک دلیل سورہ التوبہ کی آیت ۳۱ بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ اپنے علماء اور بزرگوں کو بھی رب بنا رکھا تھا حالانکہ انہیں صرف ایک الٰہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا۔ یعنی اہل کتاب اپنے علماء اور بزرگوں کو مصیبت یا مشکل کے وقت پکارتے نہیں تھے بلکہ مصیبت کے کاموں میں ان کی اطاعت کرتے تھے۔ (اور اسی کو معبود اور رب بنانا کہا گیا ہے)

④ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس بات کا بھی تذکرہ ہے جو انہوں نے کفار سے کہی تھی: ''میں تمہارے معبودوں سے لاتعلق ہوں۔ میرا تعلق صرف اسی ذات سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔'' اس طرح جناب ابراہیم نے کفار کے باطل معبودوں (Fals gods) سے اپنے حقیقی رب کو مستثنیٰ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ کفار سے اس طرح کی براءت و بے زاری

① سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۶۵

اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہی کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی ہے۔ چنانچہ فرمایا: ''اور ابراہیم علیہ السلام یہی پیغام اپنے پیچھے اپنی اولاد کو دے گئے تاکہ وہ بھی اس کی طرف رجوع کریں۔''

⑤ ایک دلیل، سورۃ البقرہ کی وہ آیت بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے متعلق فرمایا کہ ''وہ جہنم کی آگ سے نکلنے والے نہیں۔'' اور ان کے متعلق فرمایا کہ وہ اپنے بنائے ہوئے معبودوں، اللہ کے شریکوں سے اس طرح محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونی چاہیے۔ یہ بھی واضح فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بھی محبت رکھتے ہیں لیکن ان کی یہ محبت انہیں اسلام میں داخل نہیں کر سکی۔ ذرا غور کریں کہ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ غیر اللہ سے بھی محبت کرنے والے مسلمان نہیں تو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر شدت سے محبت کرنے والوں یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف غیر اللہ ہی سے محبت کرنے والوں کا کیا انجام ہوگا؟

⑥ ایک دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ ''جس آدمی نے ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار اور باطل معبودوں کا انکار کیا اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہوگئی اور اس کا حساب یعنی باقی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔'' آپ کا یہ فرمان ان دلائل میں سے ایک ہے جو ''لا الہ الا اللہ'' کے معنی و مفہوم کو صحیح طور پر واضح کرتے ہیں کہ محض زبان سے اس کلمہ کو ادا کر لینے اور اس کے معنی کی جان لینے، اور اللہ کو بغیر شریک ٹھہرائے پکار لینے سے مال و جان کو تحفظ نہیں مل جاتا بلکہ مال و جان کو تحفظ اسی وقت ہی ملے گا جب باطل معبودوں (Fals gods) کا انکار بھی کیا جائے۔ یاد رہے کہ اگر کسی نے ان باتوں میں سے کسی ایک میں بھی معمولی سا شک کیا تو اس کی جان و مال کو تحفظ و امان حاصل نہ ہو سکے گا۔ غور کریں یہ مسئلہ کس قدر اہم ہے اور مخالفین کے خلاف زبردست دلیل ہے۔

باب:۷

تکلیفوں اور مصائب کو دور کرنے کے لیے چھلے (Ring) پہننا اور دھاگے (Knotted String) وغیرہ باندھنا بھی شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴾ ①

''(اے محمد) آپ ان سے کہہ دیجیے: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو اللہ کے علاوہ تم جن کو پکارتے ہو، کیا وہ اس تکلیف کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا مجھ پر اللہ رحمت کرنا چاہے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیجیے: مجھے تو اللہ ہی کافی ہے۔ بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔''

حضرت عمران بن حصینؓ بیان فرماتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں پیتل کا چھلا دیکھا تو پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' اس نے کہا میں نے واھنہ (ایک مرض) کی وجہ سے یہ چھلا پہنا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے اتار دو یہ تمہاری بیماری میں مزید اضافہ ہی کرے گا۔ اگر تمہیں یہ چھلا پہنے ہوئے موت آگئی تو تم کبھی نجات نہ پا سکو گے۔'' ②

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے نبی اکرمؐ نے تعویذ کے بارے میں فرمایا:

''جس نے (بیماری سے تحفظ کے لیے) کوئی تمیمہ (تعویذ، منکا وغیرہ) لٹکایا، تو اللہ تعالیٰ

---

① سورۃ الزمر ۳۹:۳۸

② سنن ابن ماجہ: کتاب الطب، باب تعلیق التمائم، حدیث: ۳۵۳۱

اس کی مراد پوری نہ کرے۔ جس نے سیپ (Beady oyster) باندھی اللہ تعالیٰ اسے کبھی آرام نہ دے۔'' ①

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''جس نے (بیماری سے بچاؤ کی نیت سے) تمیمہ (تعویذ، منکا وغیرہ) لٹکایا اس نے شرک کیا۔'' ②

ابن ابی حاتم نے حضرت حذیفہؓ کے متعلق بیان کیا ہے: ''انہوں نے ایک آدمی کے ہاتھ میں بخار سے تحفظ کے لیے باندھا ہوا دھاگہ (Knotted String) دیکھا تو انہوں نے اسے کاٹ ڈالا اور اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

﴿ وَ مَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴾ ③

''اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہیں۔'' ④

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① بیماری سے بچاؤ کی نیت سے چھلا پہننا اور دھاگہ وغیرہ باندھنا سخت منع ہے۔

② کوئی بھی شخص اس نیت سے کوئی چیز پہنے باندھے یا لٹکائے کہ اس سے اس کو شفا ملے گی اور اسی حال میں اسے موت آ جائے تو وہ بھی کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔

③ اگر کوئی ایسا عمل لاعلمی میں بھی کرے تب بھی اس کو معذور نہیں سمجھا جائے گا۔

④ یہ چیزیں مفید نہیں بلکہ مضر ہیں کیونکہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''یہ تیری بیماری کو مزید بڑھائے گا۔''

⑤ ایسی چیزیں استعمال کرنے والے کو سختی سے منع کرنا چاہیے۔

⑥ جو شخص، کوئی چیز باندھے یا لٹکائے تو وہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

---

① مسند احمد بن حنبل: ٤/ ١٥٤

② مسند احمد بن حنبل: ٤/ ١٥٦

③ سورۃ یوسف، آیت: ١٠٦

④ تفسیر ابن ابی حاتم: ٧/ ١٢٠٤٠

⑦ تمیمہ (تعویذ' منکا وغیرہ) لٹکانا (Hanging a string) شرک ہے۔

⑧ بخار کی وجہ سے دھاگہ وغیرہ باندھنا بھی شرک ہے۔

⑨ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اس شخص کے ہاتھ سے دھاگہ کاٹ کر سورۂ یوسف کی آیت تلاوت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شرک اکبر کی آیات کو شرک اصغر کی تردید میں پیش کیا کرتے تھے۔

⑩ نظر بد سے حفاظت کے لیے سیپ باندھنا بھی شرک ہے۔

⑪ بیماریوں سے تحفظ کے لیے تمیمہ (تعویذ' منکا وغیرہ) لٹکانے والے اور سیپ وغیرہ باندھنے والے کے لیے بد دعا کی جا سکتی ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے اور اسے آرام نہ دے۔''

باب:۸

دم (Amulet) اور تعویذات (Incantation) کا بیان

حضرت ابو بشیر انصاریؓ ایک دفعہ نبی اکرمؐ کے ہمراہ کسی سفر میں تھے، آپؐ نے ایک قاصد کو یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت یا کوئی ہار نہ رہنے دیا جائے بلکہ اسے کاٹ دیا جائے۔"①

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرمؐ کو فرماتے ہوئے سنا:

"جھاڑ پھونک (دم)' تعویذات اور مرد و عورت میں باہمی عشق و محبت پیدا کرنے کے لیے تیار کی جانے والی چیزیں' یہ سب شرک ہیں۔"②

حدیث مبارکہ میں تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔[التمائم ، الرقی اور التولة]

التمائم سے مراد وہ چیزیں ہیں جو بچوں کو نظر بد (Evil Eye) سے بچانے کے لیے ان کے گلے میں لٹکائی یا جسم کے کسی اور حصے پر باندھی جاتی ہیں۔ یہ شرک ہے البتہ جب یہ چیزیں قرآنی آیات پر مشتمل ہو (یعنی قرآنی تعویذ ہو) تو بعض صحابہ کرامؓ نے اسے جائز قرار دیا ہے اور بعض نے ناجائز۔ ناجائز قرار دینے والوں میں ایک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی ہیں۔

"الرقی" سے مراد منتر' جھاڑ پھونک اور دم وغیرہ ہیں۔ (یہ بھی شرک ہے) لیکن شرعی دلیل نے وضاحت کر دی کہ جس دم میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں وہ جائز ہے چنانچہ نبی اکرمؐ نے نظر بد اور زہریلے جانور کے ڈسنے پر دم کی رخصت اور اجازت فرمائی ہے۔

"التولة" سے مراد وہ چیزیں ہیں جنہیں مشرکین اس اعتقاد سے تیار کرتے تھے کہ یہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کا محبوب بنانے کا ذریعہ ہیں۔ عبداللہ بن علیمؓ سے روایت ہے' رسول

① صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب ما قیل فی الجرس و نحوه فی اعناق الابل، حدیث: ۳۰۰۵۔ صحیح مسلم: کتاب اللباس، باب کراهة قلادة الوتر فی رقبة البعیر، حدیث: ۲۱۱۵

② سنن ابی داؤد: کتاب الطب، باب تعلیق التمائم، حدیث: ۳۸۸۳

اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کوئی چیز گلے میں لٹکاتا ہے تو اسے اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔''①

حضرت رویفع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''اے رویفع! (اللہ کرے) تم دیر تک زندہ رہو۔ تم لوگوں کو بتانا کہ جس شخص نے داڑھی کو گرہ لگائی یا (جانور کے) گلے میں تانت ڈالی یا جانور کے گوبر یا ہڈی کے ساتھ استنجا کیا تو یقیناً محمد ﷺ اس سے بری الذمہ ہیں۔''②

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس شخص نے کسی کی گردن سے تعویذ کاٹ پھینکا اسے ایک گردن آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔''③

جناب وکیع رحمہ اللہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد، قرآنی اور غیر قرآنی ہر قسم کے تعویذات کو ناجائز اور ناپسند سمجھتے تھے۔''④

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب میں دم اور تعویذات کی وضاحت کی گئی ہے۔

② ''تولہ'' کا مفہوم بھی واضح بیان کیا گیا ہے۔

③ خلاف شریعت دم، تمیمہ (تعویذات) اور تولہ تینوں شرک ہیں۔

④ نظر بد اور زہریلی چیزوں کے ڈسنے کا دم جائز ہے اگر شرکیہ نہ ہو۔

⑤ قرآنی تعویذات کے متعلق اہل علم کی مختلف آراء ہیں۔ بعض انہیں جائز اور بعض ناجائز قرار دیتے ہیں۔

---

① سنن الترمذي: كتاب الطب، باب ما جاء في كراهية التعليق، حديث: ٢٠٧٢

② سنن أبي داود: كتاب الطهارة، باب ما ينهى عنه أن يستنجى به، حديث: ٣٦

③ مصنف ابن أبي شيبة: حديث: ٣٥٢٤

④ مصنف ابن أبي شيبة: حديث: ٣٥١٨

٦ نظر بد سے تحفظ کی نیت سے جانوروں کے گلے میں تانت یا کوئی ڈوری باندھنا بھی شرک ہے۔

٧ تانت باندھنے والے کے لیے شدید وعید (Severe odmonsihment) بیان ہوئی ہے۔

٨ کسی کے گلے میں باندھے ہوئے تعویذ کو کاٹ پھینکنے کا ثواب بھی اس باب میں بیان ہوا ہے۔

٩ جناب ابراھیم نخعی رحمہ اللہ کے قول میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب یعنی شاگرد مراد ہیں۔

باب ۹:

کسی درخت یا پتھر وغیرہ کو متبرک جاننا شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ، وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ ﴾ ①

''کیا تم نے کبھی لات، عزیٰ اور تیسری دیوی منات کے بارے میں غور کیا ہے۔''

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف جا رہے تھے اور ہم ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ راستے میں ایک بیری کا درخت آیا یہ مشرکین کی بیری تھی وہ اس کے پاس آکر ٹھہرتے اور (برکت کے لیے) اپنے ہتھیار بھی اس پر لٹکایا کرتے تھے۔ اس کا نام ''ذات انواط'' تھا۔ چلتے چلتے ایک بیری کے پاس سے ہمارا گزر ہوا تو ہم نے کہا: یا رسول اللہ! جس طرح ان مشرکوں کے لیے ''ذات انواط'' ہے۔ آپ ہمارے لیے بھی ایک ''ذات انواط'' مقرر فرما دیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ اکبر! یہی تو وہ راستے ہیں (جو کہ اسی کی طرف جاتے ہیں)۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم نے تو وہی بات کی ہے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی: اے موسیٰ! جس طرح ان بت پرستوں کے معبود ہیں آپ ہمارے لیے بھی ایک معبود (بت) مقرر کر دیں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم بھی پہلی امتوں کے طریقوں پر چلو گے۔''②

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① ''سورۃ النجم'' کی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ''ذات انواط'' مقرر کرنے کے مطالبہ کی اصل وجہ اور نظریہ بھی معلوم ہوا کہ وہ

---

① سورۃ النجم: ۱۹، ۲۰

② [illegible] فتن، [illegible] سنن من کان قبلکم، حدیث: ۲۱۸۰

صرف تبرک (Blessing) کی خاطر ''ذات انواط'' مقرر کرانا چاہتے تھے۔ ان کا مقصود اسے معبود بنانا نہ تھا۔

③ صحابہ کرامؓ نے اپنی اس خواہش کا محض اظہار کیا تھا۔ عملاً ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔

④ اس سے ان کا مقصود قرب الٰہی کا حصول تھا، ان کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند فرماتا ہے۔ جبکہ حقیقت میں ان کی یہ بات درست نہ تھی۔

⑤ صحابہ کرام پر شرک کی یہ قسم واضح نہ تھی تو عام لوگ تو بالاولیٰ اس سے ناواقف ہوں گے۔

⑥ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو بخشش کے وعدے کیے گئے ہیں وہ دوسروں کو حاصل نہیں ہو سکتے۔

⑦ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں صحابہ کرام کو معذور نہ جانا بلکہ آپ نے ان کی تردید سخت ترین الفاظ میں فرمائی: جن الفاظ سے اس عمل کی قباحت اور اس جرم کی سنگینی واضح ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ اکبر! یہی تو گمراہی کے راستے ہیں۔ تم پہلی امتوں کے طریقے اپنانے لگو گے۔''

⑧ اس باب میں اصل اور اہم بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: ''تمہارا مطالبہ بنی اسرائیل جیسا ہے۔'' انہوں نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا: ''اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک معبود (بت) مقرر کر دو، جس طرح ان (مشرکوں) کے معبود ہیں۔'' تو تم نے بھی ویسا ہی مطالبہ کر دیا۔

⑨ کسی مقام کو متبرک نہ سمجھنا بھی توحید اور کلمہ توحید کا تقاضا ہے۔ یہ ایک انتہائی پیچیدہ بات ہے۔

⑩ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتویٰ دیتے ہوئے قسم اٹھائی، لہذا فتویٰ دینے والا قسم بھی اٹھا سکتا ہے جبکہ بلا مقصد قسم اٹھانا نبی اکرم کی عادت نہ تھی۔

⑪ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذات انواط (متبرک درخت) کے مطالبے کے باوجود انہیں مرتد (Apostate) نہیں سمجھا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبرک کے مسئلہ میں شرک بڑا بھی ہوتا ہے اور چھوٹا بھی۔

⑫ حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ ''اس وقت ہم نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔'' اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس مسئلہ کا علم تھا کہ ایسا کرنا جائز نہیں۔

⑬ تعجب کا اظہار کرنے کے لیے "اللہ اکبر" کہنا جائز ہے۔اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو اسے غلط تصور کرتے ہیں۔

⑭ شرک وبدعت کے تمام اسباب وذرائع کا خاتمہ ضروری ہے۔

⑮ اہل جاہلیت سے مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔

⑯ دوران تعلیم استاد کسی شاگرد کی غلطی پر ناراضی کا اظہار کرسکتا ہے۔

⑰ نبی اکرم ﷺ نے ایک اصول بیان فرمادیا کہ ایسا مشرکانہ مطالبہ کرنا سابق گمراہ لوگوں کی عادت تھی۔ان کی روش پر چلنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

⑱ نبی اکرم ﷺ کا فرمان کہ "تم لوگ پہلی امتوں (یہود و نصاریٰ) کے طریقوں پر چلو گے۔" آپ کی علامات نبوت(Signs of prophethood) میں سے ہے کیونکہ آج کل واقعی ایسا ہورہا ہے۔

⑲ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جن معاملات میں یہود و نصاریٰ کی مذمت فرمائی ہے وہ دراصل اس لیے ہے کہ ہمیں متنبہ (Warn) کیا جائے کہ ہم ان کی روش نہ اپنائیں۔

⑳ دراصل عبادات کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہے۔اپنی مرضی یا خواہش کے مطابق کوئی عبادت مقرر نہیں کی جاسکتی۔

㉑ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے طور طریقے بھی اسی طرح مذموم ہیں جیسے مشرکین کا مذہب اور ان کے طور طریقے مذموم ہیں۔

㉒ جو شخص نیا نیا مسلمان ہوا ہو اس کے دل میں دور کفر و جاہلیت کی عادات واطوار (Ways of life) کا اثر باقی رہتا ہے۔جیسا کہ پیش نظر واقعہ میں صحابہ کے اس قول سے واضح ہے کہ ہم ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔

باب :۱۰

غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ ①

''(اے محمدؐ) کہہ دیجیے! بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک (Partner) نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اس کا سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ﴾ ②

''پس تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی دو۔''

حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے مجھے چار باتیں ارشاد فرمائیں:

1. ''جو شخص غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔
2. جو شخص اپنے والدین پر لعنت کرے اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔
3. جو شخص کسی بدعتی (Inventer) کو پناہ دے اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔
4. جو شخص زمین کی حد بندی کے نشانات کو بدلے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے۔

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ایک مکھی کی وجہ سے ایک شخص جنت میں اور ایک جہنم میں چلا گیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: آقا! وہ کیسے؟ آپؐ نے فرمایا:

---

① سورۃ الانعام، آیت: ۱۶۲، ۱۶۳

② سورۃ الکوثر، آیت: ۲

''دو آدمی ایسی قوم کے پاس سے گزرے جس کا ایک (دربار) بت تھا۔ وہ کسی کو وہاں چڑھاوا (To offer a great secrifice) چڑھائے بغیر وہاں سے گزرنے نہ دیتے تھے۔ ان لوگوں نے ان دونوں آدمیوں میں سے ایک سے کہا: چڑھاوا چڑھاؤ۔ اس نے کہا: میرے پاس چڑھاوے کے لیے کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا: چڑھاوا تو ضرور چڑھانا پڑے گا چاہے ایک مکھی ہی چڑھاؤ۔ اس نے ایک مکھی کا چڑھاوا چڑھا دیا۔ ان لوگوں نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ وہ اس مکھی کے سبب جہنم میں جا پہنچا۔ انہوں نے دوسرے سے کہا تم بھی کوئی چڑھاوا چڑھاؤ تو اس نے کہا: میں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے کوئی چڑھاوا نہیں چڑھا سکتا۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اور وہ سیدھا جنت میں جا پہنچا۔''[1]

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں سورت الانعام کی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

② سورت الکوثر کی آیت کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے۔

③ نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے غیر اللہ (Except Allah) کے نام پر ذبح کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

④ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''اپنے والدین پر لعنت کرنے والا لعنتی ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم کسی کے والدین پر لعنت کرو گے تو وہ تمہارے والدین پر لعنت کرے گا۔ اس طرح تم خود اپنے والدین پر لعنت کا سبب ہو گے۔

⑤ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص کسی بدعتی کو پناہ دے اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔'' یہاں بدعتی سے مراد ایسا شخص ہے جس کو بدعت کے ارتکاب کی وجہ سے سزا کا حقدار ٹھہرایا گیا ہو اور وہ اس سے بچنے کے لیے کسی کی پناہ ڈھونڈتا پھر رہا ہو۔

---

① [illegible] ۱/ ۲۰۳

⑥ ''جو شخص زمین کی حدود کے نشانات کو بدل ڈالے وہ بھی لعنتی ہے۔'' اس سے ایسے نشانات مراد ہیں جو دو مختلف مالکوں کی زمینی حدود ملکیت کو متعین کرتے ہوں اور ان نشانات کو بدلنے سے پڑوسیوں کا حق مارنا مقصود ہے۔

⑦ کسی خاص شخص پر اور معمولی گنہ گار پر نام لیے بغیر لعنت کرنے میں فرق ہے۔

⑧ ایک حقیر سی چیز مکھی، کا چڑھاوا چڑھانے کی وجہ سے ایک آدمی جنت میں اور ایک جہنم میں چلا گیا۔ یہ واقعہ اہل عقل کے لیے قابل توجہ اور عبرت ناک ہے۔

⑨ اس نے صرف اپنی جان بچنے کے لیے صرف ایک مکھی کا چڑھاوا چڑھایا تو وہ جہنم رسید ہوا جبکہ اس کا ارادہ شرک کا نہ تھا محض جان بچانا مقصود تھا۔

⑩ پختہ ایمان والے اپنی جان تو دے دیتے ہیں لیکن شرک کی غلاظت کو گلے سے نہیں لگاتے، کیونکہ ان کی نظروں میں توحید ہی سب سے اہم ہے۔

⑪ چڑھاوا چڑھا کر شرک کرنے پر جہنم میں جانے والا شخص مسلمان تھا۔ اگر وہ کافر ہوتا تو آپ ﷺ یوں نہ فرماتے کہ ''وہ ایک مکھی کی وجہ سے جہنم میں گیا۔''

⑫ اس مسئلہ کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جنت اور جہنم تم میں سے ہر ایک کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔''

⑬ قلبی اعمال ہی سب سے زیادہ اہم اور مقصود اصلی ہوتے ہیں، بت پرستوں کا بھی یہی نظریہ ہے۔

باب:۱۱

جہاں غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کیے جاتے ہوں وہاں اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا جائز نہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَا تَقُمْ فِيهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ، فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾①

(اے نبی!) ''آپ اس (مسجد ضرار) میں کبھی (عبادت) کے لیے کھڑے نہ ہوں' البتہ وہ مسجد (قبا) جس کی بنیاد روز اول سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے' وہ زیادہ حقدار اور مناسب ہے کہ آپ اس میں (عبادت کے لیے) کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک صاف رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ بھی صفائی اور پاکیزگی اختیار کرنے والے لوگوں کو ہی پسند کرتا ہے۔' بت پرستوں سمیت ہر ایک کے نزدیک قلبی عمل سب سے زیادہ اہم اور مقصود اعظم ہوتا ہے۔''

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''ایک آدمی نے بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی' اس نے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہاں جاہلیت کے کسی بت کی پوجا تو نہیں ہوتی تھی؟ صحابہ نے کہا: نہیں۔ آپ نے مزید پوچھا: کیا وہاں مشرکین کا کوئی تہوار ہوتا تھا؟ صحابہ نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: تم اپنی نذر پوری کرلو۔ یاد رکھو! جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والی ہو یا انسان کے اختیار میں نہ ہو' اسے پورا کرنا ہرگز جائز نہیں۔''②

---

① سورة التوبة، آيت: ۱۰۸

② سنن ابي داؤد: كتاب الايمان، باب ما يؤمر من وفاء النذر، حديث: ۳۳۱۳

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① سورۃ التوبہ کی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

② بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی اطاعت یا نافرمانی کا اثر زمین پر بھی نمودار ہوتا ہے۔

③ اگر کوئی مسئلہ مشکل ہو تو سمجھانے کے لیے صورت مسئلہ کو اچھی طرح واضح کرنا چاہیے تاکہ کسی قسم کا کوئی ابہام نہ رہ جائے۔

④ مفتی، سوال کرنے والے سے ضرورت کے مطابق مسئلے سے متعلقہ وضاحتیں پوچھ سکتا ہے۔

⑤ نذر کے لیے کسی خاص مقام کو مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہاں شرک نہ ہوتا ہو۔

⑥ جہاں کوئی بت، قبر، دربار وغیرہ ہو وہاں نذر پوری کرنا یا کوئی دوسری عبادت بجالانا منع ہے خواہ اب بت وغیرہ وہاں سے ختم کر دیا گیا ہو۔

⑦ جہاں مشرکین اپنا کوئی تہوار مناتے ہوں وہاں پر بھی نذر پوری کرنا درست نہیں خواہ اب وہاں تہوار یا میلے کا سلسلہ بند ہی ہو چکا ہو۔

⑧ اگر کسی نے مشرکین کے بت یا تہوار والی جگہ کی نذر مانی ہو تو اسے پورا کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ نافرمانی کی نذر ہے جو پوری کرنا ناجائز ہے۔ وہ اس نذر کا کفارہ ادا کرے گا۔

⑨ مشرکوں کے تہواروں میں شرکت سے اجتناب کرنا چاہیے اگرچہ ان کی مشابہت کا ارادہ نہ ہو۔

⑩ جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والی ہو وہ باطل ہے۔

⑪ جو کام انسان کی ملکیت اور اختیار میں نہ ہو اس کی نذر ماننا جائز نہیں۔

باب:۱۲

غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز (Vow) شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ﴾ ①

''یہ لوگ نذر پوری کرتے اور اس دن سے ڈرتے ہیں کہ جس کی سختی پھیل رہی ہوگی۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ ﴾ ②

''تم اللہ کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو یا جو بھی نذر مانتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔''

حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے نذر مانی کہ وہ اللہ کی فرمانبرداری (کا کام) کرے گا تو اسے چاہیے کہ اپنی نذر کو پورا کرے۔ اور جس نے نذر یہ مانی کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا تو اسے چاہیے کہ اپنی نذر پوری نہ کرے'' ③

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اطاعت والی نذر کو ضرور پورا کرنا چاہیے۔

② نذر اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اسے غیر اللہ کے لیے ماننا اور پورا کرنا شرک ہے۔

③ جو نذر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی پر مبنی ہو اسے پورا کرنا جائز نہیں۔

---

① سورۃ الدھر، آیت:۷ ② سورۃ البقرۃ، آیت:۲۷۰

③ صحیح بخاری: کتاب الایمان والنذور، باب النذر والطاعۃ، حدیث:۶۶۹۶۔ سنن ابی داؤد: کتاب کتاب الایمان والنذور، باب النذر فی المعصیۃ، حدیث:۳۲۸۹

باب:۱۴

غیر اللہ سے پناہ طلب کرنا شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ [1]

''بعض انسان جنات کی پناہ طلب کیا کرتے تھے یوں جنات سرکشی میں اور بڑھ گئے۔''

خولہ بنت حکیمؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرمؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی جگہ قیام کرے اور یہ دعا پڑھ لے: [اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ] [2]

''میں اللہ کے کلمات کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔''

تو اسے کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی حتی کہ وہ وہاں سے (بحفاظت) روانہ ہو جائے۔

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں سورۃ الجن کی آیت کی تفسیر بیان ہوئی ہے۔

② غیر اللہ کی پناہ لینا شرک ہے۔

③ اس دعا سے علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات مخلوق نہیں۔ اگر یہ مخلوق ہوتے تو ان کی پناہ طلب کرنے کا حکم نہ دیا جاتا کیونکہ مخلوق سے پناہ طلب کرنا شرک ہے۔

④ کسی سے دنیوی فائدہ کا حصول مثلاً کسی شر سے تحفظ یا کسی قسم کا نفع حاصل ہونا' یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ عمل جائز ہی ہے (بلکہ عین ممکن ہے کہ وہ عمل شرک بھی ہو)۔

---

① سورۃ الجن، آیت:٦

② صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء، باب فی التعوذ من سوء القضاء، حدیث:۲۷۰۸

باب:۱۴

غیر اللہ کو پکارنا اور اس سے فریاد کرنا شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. وَ إِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَ إِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهِ يُصِيْبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ ①

''اور تم اللہ کو چھوڑ کر کسی کو مت پکارو وہ تو تمہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان' اگر تم نے ایسا کیا تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ اور (یہ بات یاد رکھو) اگر اللہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو اس کے سوا کوئی اسے دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ تمہارے ساتھ بھلائی کرنا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو روک نہیں سکتا۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهُ، إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾ ②

''تم اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ پس اللہ ہی سے رزق طلب کرو۔ اور اسی کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو، تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

① سورۃ یونس، آیت: ۱۰۶، ۱۰۷

② سورۃ العنکبوت، آیت: ۱۷

﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ. وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ﴾ ①

''اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے اور وہ اس کی پکار سے غافل اور بے خبر ہیں اور قیامت کے روز جب سب لوگ جمع کیے جائیں گے تو اس وقت وہ ان پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے۔ اور ان کی پرستش کا انکار کریں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ ②

''جب کوئی مجبور شخص فریاد کرے تو کون ہے جو اس کی پکار اور فریاد کو سنتا ہے؟ کون ہے جو اس کی تکلیف دور کرتا ہے؟ اور کون ہے جو زمین میں تمہیں خلیفہ بناتا ہے۔ تو کیا اللہ کے ساتھ اور بھی کوئی معبود ہے؟ تم لوگ بہت کم غور و فکر کرتے ہو۔''

امام طبرانی رحمہ اللہ نے باسند بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک منافق، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا کہ چلو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس منافق کے شر سے خلاصی کے لیے فریاد کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو! مجھ سے فریاد نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ فریاد و پکار صرف اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے۔''③

① سورۃ الاحقاف، آیت: ۵، ۶

② سورۃ النمل، آیت: ۶۲

③ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۱۵۹

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① دعا (پکارنا) عام ہے اور استغاثہ (فریاد) کرنا خاص۔

② آیت مبارکہ ﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ ﴾ کی تفسیر ہوئی۔

③ غیر اللہ سے فریاد کرنا اور اسے مصیبت کے وقت پکارنا شرک اکبر ہے۔

④ اگر کوئی انتہائی برگزیدہ انسان بھی غیر اللہ کو راضی کرنے کے لیے ان سے فریاد کرلے تو وہ بھی ظالموں میں سے ہوگا۔

⑤ اس باب میں سورۃ یونس کی آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

⑥ غیر اللہ کو پکارنا دنیا میں بے فائدہ بلکہ کفر کا باعث ہے۔

⑦ سورۃ العنکبوت کی آیت کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے۔

⑧ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے رزق مانگنا ایسے ہی ناجائز ہے جیسے اس کے سوا کسی دوسرے سے جنت مانگنا ناجائز اور حرام ہے۔

⑨ سورۃ الاحقاف کی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

⑩ جو شخص غیر اللہ کو پکارے یا اس سے فریاد کرے تو اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں۔

⑪ جن (غیر اللہ) کو پکارا جاتا ہے وہ تو پکارنے والے کی پکار سے بالکل بے خبر ہیں۔

⑫ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو پکارا جاتا ہے وہ قیامت کے دن ان پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے کہ انہوں نے انہیں ناحق کیوں پکارا، جبکہ پکارنا تو اللہ تعالیٰ کو چاہیے تھا۔

⑬ وقت تکلیف میں غیر اللہ کو پکارنا درحقیقت ان کی عبادت ہے۔

⑭ جن کو پکارا جاتا ہے وہ قیامت کے دن ان پکارنے والوں کی پکار کا انکار کردیں گے۔

⑮ ان شرکیہ امور کی وجہ سے ہی انسان سب سے زیادہ گمراہ کہلاتا ہے۔

⑯ سورۃ النمل کی آیت کی تفسیر بھی بیان کی گئی ہے۔

⑰ قابل توجہ بات یہ ہے کہ بتوں کے پجاری بھی اعتراف کرتے تھے کہ لاچار کی پکار کو صرف اللہ تعالیٰ ہی سنتا ہے اور وہی پریشانیوں سے نجات دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشکلات میں وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے۔

⑱ نبی اکرم ﷺ نے گلشن توحید کی حفاظت فرمائی اور امت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنا ناطہ قائم اور مضبوط رکھنا چاہیے اس کی تعلیم بھی آپ نے دی۔

باب:۱۵

بے اختیار کو پکارنا شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ. وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴾ ①

''کیا یہ ان کو اللہ کے شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے حقیقت تو یہ ہے کہ وہ تو خود پیدا کیے گئے ہیں۔ اور وہ نہ ان کی مدد کر سکیں گے وہ تو اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ. إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴾ ②

''اور تم اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ تم اگر ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے اور اگر بالفرض وہ سن بھی لیں تو تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکیں گے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے۔ اور اللہ خبیر کی طرح تمہیں کوئی خبر نہیں دے سکتا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد میں زخمی ہو گئے اور آپ کے آگے کے چار دانت شہید کر دیے گئے۔ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا۔'' تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ﴾

---

① سورۃ الاعراف، آیت: ۱۹۱، ۱۹۲

② سورۃ فاطر، آیت: ۱۳، ۱۴

''اے نبی! اس معاملے میں آپ کو کچھ بھی اختیار نہیں۔''①

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے نماز فجر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھایا تو | سمع الله لمن حمده ،ربنا ولك الحمد | کے بعد فرمایا: ''یا اللہ! فلاں اور فلاں شخص پر لعنت فرما۔'' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾

''اے نبی! اس معاملے میں آپ کو کچھ بھی اختیار نہیں۔''②

اور ایک روایت میں ہے: ''آپ صفوان بن امیہ' سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کے لیے (ان کے نام لے کر) بددعا کر رہے تھے' تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے پیغمبر! اس معاملے میں آپ کو کچھ بھی اختیار نہیں۔''③

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾④

''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔''

تو آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا: ''اے قریش کی جماعت! جنت کے بدلے اپنی جانوں کا سودا کر لو' اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا۔ اے میری پھوپھی صفیہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا۔ اے میری بیٹی فاطمہ! میرے مال میں سے

---

① سورة آل عمران، آیت: ۱۲۸ صحيح مسلم: الجهاد، باب غزوة احد، حديث: ۱۷۹۱

② سورة آل عمران، آیت: ۱۲۸۔ صحيح بخاري: كتاب التفسير، باب قوله تعالى ليس لك من الامر شيء، حديث: ٤٠٦٩۔ مسند احمد بن حنبل: ۲/۱٤۷

③ سورة آل عمران، آیت: ۱۲۸۔ صحيح بخاري: كتاب المغازي، باب قوله تعالى ليس لك من الامر شيء، حديث: ٤٠٧٠

④ سورة الشعراء، آیت: ۲۱٤

جو چاہو مانگ لو مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔‘‘[1]

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں سورۃ الاعراف اور سورۂ فاطر کی مذکورہ آیات کی تفسیر ہے جن میں کسی بھی بے اختیار کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔

② اس باب میں غزوہ احد کا مختصر سا ذکر کیا گیا ہے۔

③ ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نماز میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے اور آپ کے پیچھے صحابہ کرام ؓ آمین کہا کرتے تھے۔

④ جن لوگوں پر نبی اکرم ﷺ نے بددعا کی تھی وہ بلا شبہ کافر تھے۔

⑤ ان کفار نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایسی بدسلوکی کی تھی اور ایذا رسانی کا رویہ رکھا کہ دیگر کفار نے ایسا سلوک نہ کیا تھا۔ مثلاً نبی کریم کو زخمی کرنا‘ آپ کے قتل کے منصوبے بنانا اور مسلمان شہداء کا مثلہ کرنا‘ حالانکہ وہ (شہداء) ان کفار کے قریبی رشتہ دار بھی تھے۔ انہوں نے اس رشتے کا بھی لحاظ نہ کیا۔

⑥ کفار کی اس بدسلوکی پر نبی اکرم ﷺ نے دلبرداشتہ ہو کر ان کے لیے بددعا کی تو اللہ پاک نے فرمایا: ’’اے پیغمبر! اس معاملے میں آپ کو کچھ بھی اختیار نہیں۔‘‘

⑦ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے وہ انہیں معاف کر دے یا عذاب دے۔‘‘ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا اور ایمان کی دولت سے نوازا۔

⑧ مصائب اور حوادث کے نزول پر قنوت نازلہ پڑھنے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

⑨ نماز میں جن لوگوں پر بددعا کی جائے ان کا نام بھی لیا جا سکتا ہے۔

⑩ قنوت نازلہ میں کسی مخصوص آدمی (جو اسلام یا مسلمانوں کو نقصان پہنچاتا ہو) کا نام لے کر اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب هل یدخل النساء والولد فی الاقارب، حدیث: ۲۷۵۳

⑪ رشتہ داروں کو ڈرانے کا حکم نازل ہوتے ہی آپ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بلا کر ایک ایک کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور اپنی اپنی نجات کی فکر کرنے کا احساس دلایا۔

⑫ جب نبی اکرم ﷺ نے توحید کی دعوت دی تو آپ کو مجنون اور دیوانہ کہا گیا۔ اسی طرح آج بھی اگر کوئی توحید کی دعوت دے تو لوگ اس پر بھی طرح طرح کی آوازیں کستے ہیں۔

⑬ نبی اکرم ﷺ نے اپنے قریبی اور دور کے رشتہ داروں کو مخاطب ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔ حتیٰ کہ آپ نے یہی بات اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء سے بھی فرمادی۔ نبی اکرم سید المرسلین ہونے کے باوجود فرمارہے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔

اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ نبی اکرم کی زبان مبارک سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔ اب ہم ذرا اپنے موجودہ حالات کی طرف غور کریں کہ اس غلط فہمی (کہ اللہ کے ہاں انبیاء اور بزرگ ہستیاں ہمارے کام آئیں گی) میں عوام ہی نہیں بلکہ خواص اور تعلیم یافتہ افراد بھی مبتلا ہیں۔

باب ۱۶:

فرشتوں پر اللہ تعالیٰ کی وحی کا رعب

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ ①

''جب ان فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ دوسرے کہتے ہیں: اس نے حق فرمایا ہے اور وہ عالی مقام اور بزرگ و برتر ہے۔''

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کوئی فیصلہ جاری فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کی حکم برداری میں یوں اپنے پر مارتے ہیں (تو ایسی آواز پیدا ہوتی ہے) گویا صاف پتھر پر زنجیر ٹکرانے کی جھنکار ہو۔ اور وہ فیصلہ ان فرشتوں تک پہنچ جاتا ہے حتیٰ کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں: تمہارے رب نے کیا کہا؟ تو (مقرب فرشتے) کہتے ہیں کہ اس نے جو کہا، حق کہا۔ اور وہ عالی مقام اور بزرگ و برتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس بات کو شیاطین (جن) چوری چھپے سننے کی کوشش کرتے ہیں۔ (حدیث کے راوی) سفیان نے اپنے ہاتھ کو ذرا ٹیڑھا اور انگلیوں کو ایک دوسری سے جدا جدا کر کے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ وہ شیاطین ایک دوسرے کے اوپر اس طرح سوار ہو جاتے ہیں۔ سب سے اوپر والا شیطان (جن) جب کوئی بات سننے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ فوراً اپنے سے نیچے والے کو بتاتا ہے اور وہ آگے اپنے سے نیچے والے کو۔ یہاں تک کہ سب سے نیچے والا شیطان وہ بات ساحر یا کاہن کو بتا دیتا ہے، کبھی تو کاہن تک وہ بات پہنچانے سے پہلے ہی شہاب ثاقب کے لگنے سے جل کر

① سورۃ سبا، آیت: ۲۳

راکھ ہو جاتا ہے اور کبھی شہاب (شعلے) کے آنے تک وہ شیطان کاہن تک بات پہنچا چکا ہوتا ہے اور کاہن شیطان کی طرف سے سنی ہوئی بات کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ اگر کوئی بات اس کی بتائی ہوئی کے مطابق ہو جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ کیا فلاں روز فلاں کاہن نے ایسا نہیں کہا تھا؟ چنانچہ اس کی صرف اس ایک بات کے سچ ہونے سے اس کاہن یا ساحر کو سچا سمجھ لیا جاتا ہے جو اس نے آسمان سے سنی ہوتی ہے۔"①

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جب کسی بات کی وحی کا ارادہ فرماتا ہے اور اس وحی کا تکلم فرماتا ہے تو اس کے خوف سے تمام آسمانوں پر رعب اور کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ جب آسمان والے اس آواز کو سنتے ہیں تو بے ہوش ہو کر سجدے میں گر جاتے ہیں۔ سب سے پہلے جبریل (علیہ السلام) سر اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی وحی میں سے جو چاہتا ہے جبریل سے کلام فرماتا ہے۔ پھر جبریل (علیہ السلام) ملائکہ کے پاس سے گزرتے ہیں۔ جس بھی آسمان سے ان کا گزر ہوتا ہے اس آسمان کے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں: اے جبریل! ہمارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ تو جبریل (علیہ السلام) جواب دیتے ہیں: اس نے حق فرمایا۔ وہ عالی مقام اور بزرگ و برتر ہے۔ پھر تمام فرشتے یہی بات دہراتے ہیں۔ پھر جبریل (علیہ السلام) اس وحی کو جہاں اللہ عزوجل کا حکم ہوتا ہے، وہاں پہنچا دیتے ہیں۔"②

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب میں سورۂ سباء کی آیت نمبر ۲۳ کی تفسیر بیان ہوئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی وحی کے وقت فرشتوں کی کیفیت کا ذکر ہے۔

② سورۂ سبا کی یہ آیت دلوں میں سے شرک کی جڑوں کو کاٹ پھینکتی ہے۔

① صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب قولہ تعالی حتی اذا فزع عن قلوبھم، حدیث: ۴۸۰۰

② تفسیر ابن کثیر: ۶/۵۰۴

③ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴾ کی تفسیر بھی ہوئی ہے۔

④ فرشتوں کے سوال کی وجہ اور سبب بھی مذکور ہے۔

⑤ فرشتوں کے سوال پر جبریل علیہ السلام انہیں کہتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ نے حق فرمایا۔“

⑥ جب تمام فرشتے بے ہوش ہو جاتے ہیں تو سب سے پہلے جبریل علیہ السلام سر اٹھاتے ہیں۔

⑦ ہر آسمان کے فرشتے جبریل علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں اور وہ سب کو جواب دیتے ہیں۔

⑧ بے ہوشی تمام آسمانوں کے فرشتوں پر طاری ہوتی ہے۔

⑨ اللہ تعالیٰ کے کلام کی ہیبت اور رعب سے آسمان لرز جاتے ہیں۔

⑩ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل علیہ السلام ہی اللہ تعالیٰ کی وحی کو منزل مقصود پر پہنچاتے ہیں۔

⑪ شیاطین چھپ چھپ کر اللہ تعالیٰ کے کلام کو سننے کی کوشش کرتے ہیں۔

⑫ اس مقصد کے لیے وہ ایک دوسرے پر سوار ہو کر اوپر تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔

⑬ ان شیاطین پر ایک شہاب (شعلہ) چھوڑا جاتا ہے۔

⑭ بعض اوقات کاہن تک بات پہنچنے سے قبل ہی شہاب (شعلہ) اس شیطان کو جلا دیتا ہے اور کبھی شہاب کے آنے سے پہلے ہی یہ شیطان، کاہن اور نجومی کو بات بتا چکا ہوتا ہے۔

⑮ بعض اوقات کاہن کی بتائی ہوئی ایک آدھ بات صحیح ثابت ہو جاتی ہے۔

⑯ کاہن اس صحیح بات کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔

⑰ لوگ کاہن کی جھوٹی باتوں کو محض اس لیے درست مان لیتے ہیں کہ اس کی ایک بات تو صحیح ثابت ہوئی ہوتی ہے حالانکہ وہ بات آسمان سے سنی گئی ہوتی ہے۔

⑱ انسان باطل کو جلد قبول کرتے ہیں جس طرح کہ وہ کاہن کی صرف اس ایک بات کو مدنظر رکھتے ہیں اور اس کی ایک سو غلط باتوں کی طرف نہیں دیکھتے۔

⑲ شیاطین اس ایک بات کو ایک دوسرے سے سن کر یاد کر لیتے ہیں اور اس سے باقی جھوٹ

کے صحیح ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔

(۲۰) اللہ تعالیٰ کی صفات کا بھی اثبات واضح ہے۔ جبکہ اشاعرہ، معطلہ ان صفات کے منکر ہیں۔

(۲۱) آسمانوں پر طاری ہونے والی کپکپی اللہ تعالیٰ کے خوف اور رعب سے ہوتی ہے۔

(۲۲) فرشتے اللہ تعالیٰ کی جلالت کے باعث اس کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

باب:۱۷

شفاعت (*Intercession*) کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴾ ①

''اور (اے نبی) آپ اس (قرآن) کے ذریعے سے ان لوگوں کو نصیحت کریں جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار ہے نہ سفارشی۔ شاید (نصیحت کرنے سے) یہ لوگ اللہ سے ڈر جائیں۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ﴾ ②

''(اے نبی) کہہ دیجیے کہ ہر قسم کی شفاعت اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ﴾ ③

''کون ہے جو اللہ کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴾ ④

''اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہ دے سکے گی مگر بعد اس کے کہ اللہ جس کے حق میں شفاعت کی اجازت دے اور پسند کرے۔''

---

① سورۃ الانعام، آیت:۵۱ ② سورۃ الزمر، آیت:۴۴

③ سورۃ البقرۃ، آیت:۲۵۵ ④ سورۃ النجم، آیت:۲۶

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيْرٍ. وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ﴾ ①

''(اے نبی) ان مشرکین سے کہہ دیجیے کہ اللہ کے سوا تم جن کو معبود سمجھتے ہو انہیں پکار کر دیکھو وہ تو آسمان وزمین میں ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں ہیں۔ زمین وآسمان کی ملکیت یا تخلیق میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ اور نہ ان میں سے کوئی (آسمان وزمین کی تخلیق میں) اللہ تعالیٰ کا مددگار ہے۔ اور اللہ کے ہاں کسی کے لیے کسی کی سفارش کام نہ آئے گی مگر اس کے لیے جس کے حق میں سفارش کی وہ اجازت بخش دے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ تمام مخلوق سے اس چیز کی نفی کر دی جن سے مشرکین دلیل لیتے تھے۔ مثلاً اس نے اس بات کی نفی کی ہے کہ کسی کو زمین وآسمان میں کسی قسم کی قدرت کلی یا جزوی اختیارات ہوں یا کوئی اللہ تعالیٰ کا معاون ومددگار ہو البتہ سفارش ہو سکتی ہے۔ مگر وہ بھی صرف اسی کو فائدہ دے گی جس کے حق میں سفارش کی اجازت خود اللہ تعالیٰ دے گا جیسا کہ اس نے فرمایا:

﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ ②

''اور وہ کسی کے حق میں سفارش نہیں کر سکیں گے بجز اس کے جس سے اللہ راضی ہو۔''

پس وہ سفارش جس کے مشرکین متوکل اور امیدوار ہیں قیامت کے دن ختم ہو چکی ہوگی جیسا کہ قرآن مجید نے وضاحت کر دی ہے۔ اور نبی اکرم نے اپنے بارے میں بتایا ہے کہ آپ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر فوراً سفارش کی بجائے اس کے

① [illegible] ۲۲، ۲۳ ② [illegible]

حضور سجدہ ریز ہو جائیں گے اور اس کی حمد و ثنا کریں گے۔ اس کے بعد آپ سے کہا جائے گا کہ آپ اپنا سر اٹھائیں اور بات کریں' آپ کی بات سنی جائے گی۔ آپ سوال کریں' آپ جو مانگیں گے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ آپ سفارش کریں' آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کے روز آپ کی شفاعت و سفارش کا سب سے زیادہ حقدار کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''جس نے خلوص دل سے ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کیا۔''

اس کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ صرف مخلص اہل توحید پر اپنا خصوصی فضل فرمائے گا اور جن کو سفارش کی اجازت دے گا ان کی سفارش کے نتیجہ میں اہل توحید کی بخشش و مغفرت فرمائے گا اور اس طرح سفارش کرنے والی سب سے عظیم ہستی سیدنا محمد مصطفی ﷺ کا اکرام فرمائے گا اور آپ کو ''مقام محمود'' سے سرفراز کیا جائے گا۔ پس جس شفاعت کا قرآن نے انکار کیا ہے اس سے وہ شفاعت مراد ہے جس میں اللہ کے ساتھ شرک ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر یہی فرمایا ہے کہ میری اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہ کر سکے گا۔ اور نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ شفاعت صرف مخلص اہل توحید کے لیے ہوگی۔

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب میں قرآنی آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

② جو شفاعت قبول نہ کی جائے گی اس کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔

③ قبول کی جانے والی شفاعت کے اوصاف بھی بیان کیے گئے ہیں۔

④ شفاعت کبریٰ کا ذکر بھی ہے جس کی اجازت نبی اکرم کو ملے گی۔ اسی کو مقام محمود کہتے ہیں۔

⑤ اس باب میں یہ بھی وضاحت ہے کہ نبی اکرم جاتے ہی شفاعت نہیں کریں گے بلکہ پہلے اللہ کے حضور سجدہ کریں گے پھر آپ کو سر اٹھانے اور شفاعت کرنے کا حکم ملے گا پھر آپ

شفاعت کریں گے۔

⑥ نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہوگا؟ جس نے خلوص دل سے ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کیا ہوگا۔

⑦ مشرکین کو یہ شفاعت ہرگز نصیب نہ ہو سکے گی۔

⑧ شفاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے: جس کو شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی اس پر بھی انداز رحمت ہوگا اور جس کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی گویا اس پر بھی اللہ نے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیے۔

باب:۱۸

ہدایت دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴾①

”(اے نبی ﷺ) یقیناً آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے البتہ اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔“

صحیح بخاری میں ہے: جناب سعید بن مسیب اپنے والد مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو نبی اکرم تشریف لائے۔ وہاں عبداللہ بن ابی امیہ اور ابو جہل بھی بیٹھے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”چچا جان! ”لا الہ الا اللہ“ کا اقرار کرلو تاکہ میں اس کلمہ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے حق میں دلیل کے طور پر پیش کر سکوں۔“

پاس بیٹھے، وہ دونوں (عبداللہ بن ابی امیہ اور ابو جہل) بولے: ابو طالب! کیا تم عبد المطلب کے دین کو چھوڑ دو گے؟ نبی اکرم بھی اور دونوں سردار اپنی اپنی بات کو دہراتے رہے۔ بالآخر ابو طالب نے کہا میں عبدالمطلب کے مذہب پر ہی قائم ہوں۔ اور اس نے ”لا الہ الا اللہ“ کا اقرار نہ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تک مجھے منع نہ کیا گیا میں ضرور تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا۔“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ ﴾②

---

① سورۃ القصص، آیت: ۵٦

② سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۱۳

"نبی اور کسی بھی مومن کو زیبا نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کریں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾①

"(اے نبیؐ) یقیناً آپؐ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے البتہ اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔"

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں سورۃ القصص کی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

② سورۃ التوبہ کی آیت کی بھی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اور اس کا شان نزول بھی بتایا گیا ہے۔

③ "لا الہ الا اللہ" کا زبان سے اقرار ضروری ہے۔ اس میں لوگوں کی تردید ہے جو محض دلی معرفت کو کافی سمجھتے ہیں۔

④ جب نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا سے "لا الہ الا اللہ" پڑھنے کو کہا تو ابوجہل وغیرہ نے روکا کیونکہ وہ اس کلمہ کے تقاضوں اور اس کے صحیح مفہوم کو جانتے تھے۔ اسی لیے وہ ابوطالب کو عبدالمطلب کے مذہب پر قائم رہنے کی تلقین کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا برا کرے جن سے زیادہ ابوجہل "لا الہ الا اللہ" کے مفہوم کو جانتا تھا۔

⑤ نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا کو اسلام قبول کرانے کی پوری پوری کوشش کی تھی۔

⑥ جو لوگ ابوطالب کو مسلمان سمجھتے ہیں، اس میں ان کی بھی تردید ہے۔

⑦ نبی اکرم ﷺ نے ابوطالب کے حق میں مغفرت کی دعا کی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ابوطالب کے لیے دعا کرنے سے روک دیا۔

---

① سورۃ القصص، آیت: ۵٦

⑧ برے لوگوں کی صحبت ہمیشہ نقصان دیتی ہے۔

⑨ بزرگوں اور اولیاء کی تعظیم میں غلو کرنا نقصان دہ ہے۔

⑩ باطل پرست لوگ اپنے باپ دادا والا دین اختیار کرنے میں اسی شبہ کا شکار ہیں کہ ابوجہل نے بھی ابو طالب کو یہی تلقین کی تھی۔ باپ دادا کے دین کو باوجود اس کے باطل ہونے کے اپنانا اور اس کا پرچار کرنا ابوجہل کی روش ہے۔

⑪ نجات کا دارومدار زندگی کے آخری عمل پر ہے اگر ابو طالب بوقت وفات کلمہ کا اقرار کر لیتا تو اسے ضرور فائدہ ہوتا۔

⑫ سرداران مکہ اس لیے ابو طالب سے جھگڑتے رہے کہ کہیں یہ اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑ دے۔ اور وہ بھی اسی بات پر ڈٹے رہے۔

باب:۱۹

بنی آدم کے کفر کا بنیادی سبب صالحین کی عزت و تعظیم میں غلو (Over rote) کرنا ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَ لَا تَقُولُوا عَلَى اللهِ إِلَّا الْحَقَّ ﴾ ①

''اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ کے متعلق حق کے سوا کچھ نہ کہو''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ وَ قَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَ لَا يَغُوثَ وَ يَعُوقَ وَ نَسْرًا ﴾ ②

''اور انہوں نے کہا کہ اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا بالخصوص ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو کبھی نہ چھوڑنا۔''

کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں: (ود، سواع، یغوث، یعوق، اور نسر) قوم نوح کے نیک لوگ تھے۔ ان کی وفات کے بعد شیطان نے ان کی قوم کو اس بات پر آمادہ کیا کہ یہ نیک لوگ جہاں بیٹھا کرتے تھے وہاں بطور یادگار پتھر نصب کردو۔ اور ان پتھروں کو ان ولیوں کے ناموں سے موسوم کردو۔ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ لیکن اس دور میں ان پتھروں کی پوجا نہیں کی جاتی تھی۔ جب یہ لوگ مر گئے اور بعد والوں پر جہالت چھا گئی، علم جاتا رہا اور اصل بات ذہنوں سے ختم ہوگئی تو بعد والوں نے ان یادگاروں کی پرستش شروع کردی۔ ③

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسلاف میں سے بہت سے اہل علم کا قول ہے کہ جب وہ

---

① سورۃ النساء، آیت: ۱۷۱ ② سورۃ النوح، آیت: ۲۳

③ صحیح بخاری: کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ نوح، حدیث: ۴۹۲۰

نیک لوگ مر گئے تو سب سے پہلے یہ لوگ ان کی قبروں کے مجاور بنے' پھر ان لوگوں کے مجسمے بنائے' پھر عرصہ دراز گزرنے کے بعد ان کی پوجا شروع کر دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میری تعریف کرنے میں حد سے نہ بڑھ جانا' جیسے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی تعریف میں حد سے بڑھ گئے تھے۔ میں تو ایک بندہ ہوں۔ تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔'' ①

حضرت عمر ہی سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''غلو (کسی کی تعریف میں حد سے بڑھ جانے) سے بچ کر رہو' تم سے پہلے لوگ غلو کی وجہ سے ہی ہلاک ہو گئے۔'' ②

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات تین بار ارشاد فرمائے فرمایا: ''غلو کرنے والے اور حد سے بڑھنے والے ہلاک ہوئے۔'' ③

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب اور اس کے بعد والے دو ابواب کے مطالعہ سے اسلام کی روح سے آشنائی حاصل ہو جائے گی۔ اللہ کی قدرت کاملہ کی معرفت حاصل ہوگی۔

② زمین پر رونما ہونے والا پہلا شرک بزرگوں کے ساتھ حد درجہ محبت اور ان کی تعظیم وتکریم میں مبالغہ آمیزی کے سبب ہوا۔

③ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کیا چیز تھی جس کی وجہ سے انبیاء کے دین میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ اور اس کا سبب کیا تھا؟ جبکہ اس بات کا خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی نے انہیں رسول بنا کر بھیجا ہے۔

---

① صحيح بخاري: كتاب الأنبياء، باب قوله تعالى واذكر في الكتاب مريم، حديث: ٣٤٤٥

② سنن النسائي: كتاب المناسك، باب التقاط الحصى، حديث: ٣٠٥٩

③ صحيح مسلم: كتاب العلم، باب هلك المتنطعون، حديث: ٢٦٧٠

④ بدعات اور نئی باتوں کو بہت جلد قبول کرنے کا سبب بھی بیان ہوا ہے۔ فطرت سلیمہ بدعات کی تردید کرتی ہے۔

⑤ ان تمام باتوں کا سبب یہ تھا کہ حق اور باطل کو دو وجوہ کی بنا پر خلط ملط کر دیا گیا۔ پہلی وجہ نیک لوگوں کی حد درجہ محبت تھی اور دوسری وجہ یہ کہ بعض اہل علم اسلاف نے پچھ ایسے کام کیے ہیں جن میں ان کا ارادہ تو خیر کا تھا لیکن بعد والوں نے ان کا مقصد کچھ اور ہی بنا لیا۔

⑥ سورۂ نوح کی آیت کی تفسیر بھی بیان ہوئی جس میں مختلف بتوں کے نام ذکر ہوئے ہیں۔

⑦ فطری طور پر انسان کے دل میں حق بتدریج کم ہوتا اور باطل بڑھتا رہتا ہے۔

⑧ یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ بدعات' کفر کا سبب بنتی ہیں۔

⑨ شیطان (ابلیس) بدعت کے انجام سے بخوبی واقف ہے کہ یہ کس طرح انسان کو تباہ کر دیتی ہے اگرچہ بدعت جاری کرنے والے کی نیت کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔

⑩ غلو سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے اور اس کے انجام سے ڈرنا چاہیے۔

⑪ کسی اچھے عمل کی انجام دہی کے لیے بھی قبر پر بیٹھنا نقصان دہ ہے۔

⑫ بتوں، مورتیوں کی ممانعت اور ان کو مٹا ڈالنے اور توڑ دینے کی حکمت بھی بیان ہوئی۔

⑬ قوم نوح کے قصہ کی اہمیت کا علم ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قوم نوح میں کس طرح شرک شروع ہوا؟ اسے جاننا اور پہچاننا نہایت ضروری ہے لیکن اکثر لوگ اس سے غافل ہیں۔

⑭ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ لوگ قوم نوح کے شرک کی وجہ جس واقعہ میں بیان ہوئی ہے اس طرح کے واقعات سے واقف ہونے کے باوجود قبروں پر مجاور بن کر بیٹھتے اور اس طرح کے خرافات میں مبتلا رہتے ہیں جو کہ شرک کے پیش خیمے ہیں۔

⑮ ان بتوں کو پوجنے والوں کا نظریہ صرف اللہ کے ہاں ان کی سفارش کا حصول تھا۔

⑯ ان مشرکوں نے یہ سوچا کہ ہمارے اکابر نے جب ان بزرگوں کی تصاویر بنائیں تھیں تو ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ ان کی پوجا کی جائے۔

۱۷ نبی اکرم ﷺ نے یہ فرما کر کہ ''میری تعریف میں حد سے تجاوز نہ کرو'' ایک بہت بڑی نصیحت

کی ہے۔ ہمارا بحیثیت امت محمدیہ یہ حق بنتا ہے کہ ہم اپنے نبی کی ہر بات کو بخوشی قبول کریں اور ان پر عمل کریں۔

۱۸ نبی اکرم ﷺ نے تکلف اور حد سے تجاوز کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا: اس عمل قوموں کو نے ہلاک کر دیا۔

۱۹ علم کی اہمیت اور جہالت کے نقصان کی طرف اشارہ ہے کہ قوم نوح جہالت کی بنا پر ہی بتوں کی پوجا شروع کی۔

۲۰ دنیا سے علماء کا رخصت ہو جانا علم کے مٹنے کا ایک بڑا سبب ہے۔

باب:۲۰

کسی صالح آدمی کی قبر کے پاس اللہ کی عبادت کرنا جرم ہے تو خود اس مرد صالح کی عبادت کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا؟

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک کلیسا (گرجا گھر) اور اس میں سجائی ہوئی تصاویر اور مجسموں کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أولئك اذا مات فيهم الرجل الصالح أو العبد الصالح، بنوا على قبره مسجداً وصوروا فيه تلك الصور، أولئك شرار الخلق عندالله] ①

''ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد (سجدہ گاہ) بنا لیتے اور اس میں تصاویر بناتے۔ یہ لوگ اللہ کے ہاں بدترین لوگ ہیں۔''

ان لوگوں کو ساری مخلوق میں سب سے برے کہنے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ایک وقت میں دو بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا: ایک تو قبروں کی عبادت کرنے کا گناہ اور دوسرا ان میں مسمے، بت اور تصاویر بنانے کا گناہ۔ ②

صحیح بخاری اور مسلم میں ایک اور روایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شدت تکلیف کی وجہ سے اپنے چہرے مبارک کو چادر مبارک سے ڈھانپتے تھے اور جب دم گھٹنے لگتا تو چہرے سے کپڑا ہٹا لیتے، اس حالت میں فرما رہے تھے:

---

① صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية و يتخذ مكانها مساجد، حديث: ٤٢٧۔ صحيح مسلم: كتاب المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور، حديث: ٥٢٨

② اغاثة اللهفان: ١/ ٢٠١

[لعنۃ اللہ علی الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد، یحذر ماصنعوا ولو لا ذلك ابرز قبرہ غیر انہ خشی ان یتخذ مسجدا][1]

یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ لعنت کرے کیونکہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان کے ذریعے اپنی امت کو پیر پرستی کے جرم سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو سجدہ گاہ بنائے جانے کا خدشہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر مبارک بھی ہر عام و خاص کے لیے واضح اور کھلی جگہ پر ہوتی۔

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ روز پہلے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

[انی ابرأ ان یکون لی منکم خلیل فان اللہ قد اتخذنی خلیلا، کما اتخذ ابراھیم خلیلا، لو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا، الا و ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیاء انبیائھم مساجد، الا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی انھاکم عن ذلك][2]

''میں اللہ کے ہاں اس بات سے برأت کا اظہار کرتا ہوں کہ کسی کو خلیل بناؤں (میں کسی کو خلیل نہ بناؤں گا) مجھے تو اللہ نے اپنا خلیل بنا لیا ہے جس طرح اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا۔ اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں لازماً ابوبکر کو خلیل بناتا۔ تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے، خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمہیں اس عمل سے منع کرتا ہوں''

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، حدیث: ۳۴۵۳۔ صحیح مسلم: کتاب المساجد، باب النھی عن اتخاذ القبور مساجد، حدیث: ۵۲۹

[2] صحیح مسلم: کتاب المساجد، باب النھی عن بناء المساجد علی القبور، حدیث: ۵۲۳

نبی اکرم ﷺ نے قبر پرستی سے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی منع فرمایا اور ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی۔ آپ ﷺ کے فرامین کو سامنے رکھیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی قبر کی طرف سجدہ کرنا اگرچہ نہ بھی مقصود ہو پھر بھی قبر کے پاس نماز ادا کرنا بھی ممنوع اور ناجائز ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان

[خشي ان يتخذ مسجدا]

(یعنی: نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک اس لیے ہر عام و خاص کے لیے کھلی اور ظاہر جگہ پر نہیں ہے کہ اس بات کا خدشہ تھا کہ کہیں اسے سجدہ گاہ ہی نہ بنا لیا جائے) کا مفہوم بھی یہی ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام سے تو یہ توقع کرنا بھی خلاف ایمان ہے کہ وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کو سجدہ گاہ بنا لیں گے۔ اور یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ ہر وہ جگہ جہاں نماز ادا کی جائے وہ مسجد ہی ہوتی ہے۔

جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

[جعلت لي الارض كلها مسجدا و طهورا]

زمین ساری کی ساری میرے لیے طہارت کا ذریعہ اور سجدہ گاہ (مسجد) بنا دی گئی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

[ان من شرار الناس من تدركهم الساعة و هم احياء و الذين يتخذون القبور مساجد] (1)

"بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت قائم ہوگی اور وہ لوگ بھی بدترین ہیں جو قبروں کو مساجد (سجدہ گاہ) بنا لیتے ہیں"

جواہر پارے: (Extracted Juice)

(1) اس باب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی بزرگ کی قبر کے پاس مسجد تعمیر نہ کی

(1) مسند احمد بن حنبل: ٥٣١٦

جائے چاہے اس کا مقصد اللہ کی عبادت ہی ہو۔

② تصاویر، بت اور مجسمے بنانے کی حرمت اور اس پر شدید وعید بھی ہے۔

③ قبر پرستی سے منع کرنے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ترین الفاظ استعمال کیے ہیں اس سے عبرت حاصل ہوتی ہے کہ پہلے تو آپ ﷺ نے اس کام سے امت منع فرمایا' پھر بوقت وفات مزید تاکید کے ساتھ قبر پرستی سے منع کرتے ہوئے قبر پرستوں کے لیے لعنت فرما کر اس بات کو مزید پختہ فرما دیا۔

④ نبی اکرم ﷺ نے اپنی قبر پر ایسا عمل کرنے سے سختی سے منع فرمایا، حالانکہ آپ کی قبر ابھی موجود نہ تھی۔

⑤ انبیاء اور دیگر نیک لوگوں کی قبروں پر مساجد بنا کر ان میں عبادت کرنا یہود و نصاریٰ کا طرز عمل ہے۔ اس لیے مسلمانوں کے یہ عمل قطعی زیب نہیں دیتا۔

⑥ قبر پرستی ہی وہ عمل ہے جس کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی۔

⑦ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرنے کا ایک مقصد یہ تھا کہ مسلمان اس عمل کی قباحت کو اچھی طرح جان لیں اور اس سے بچنے کی مکمل کوشش کریں۔

⑧ نبی اکرم ﷺ کی قبر کو کھلی اور عام جگہ پر نہ بنانے کی اصل وجہ اور مصلحت معلوم ہوتی۔

⑨ یہ بھی واضح ہوا کہ قبروں کو مساجد بنانے کا مفہوم کیا ہے؟

⑩ نبی ﷺ نے قبروں پر مساجد تعمیر کرنے والوں اور جن لوگوں پر ان کی زندگی میں قیامت قائم ہوگی، دونوں کا اکٹھے ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ شر اور بدبختی میں یہ دونوں برابر ہیں۔

⑪ نبی ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ روز قبل اپنے خطبہ میں ان اہل بدعت کے دو گروہوں کا رد فرمایا جو سب سے زیادہ برے ہیں۔ بلکہ بعض اہل علم نے تو انہیں بہتر (۷۲) گروہوں سے بھی خارج قرار دیا ہے۔ ان میں سے ایک روافض اور دوسرا جہمیہ ہے۔ خصوصاً روافض ہی کی وجہ سے مسلمانوں میں شرک اور قبر پرستی کی ابتدا ہوئی اور انہی لوگوں نے قبروں پر مساجد

بنانے کا آغاز کیا۔

⑫ نزع کے وقت نبی کریم ﷺ کو قرب موت کی تکالیف محسوس ہوئیں۔

⑬ نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

⑭ یہ بھی معلوم ہوا کہ خلیل ہونے کا مقام محبت سے بلند تر ہے۔

⑮ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر افضلیت ثابت ہوئی۔

⑯ حدیث مبارکہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

باب:۲۱

نیک لوگوں اور بزرگوں کی قبروں کی تعظیم اور اس میں غلو(Over rote) کا انجام ''شرک اکبر'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''یا اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہیں اسے لوگ پوجنا نہ شروع کردیں۔ ان لوگوں پر اللہ کا سخت غضب اور قہر نازل ہو جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا''①

امام طبری نے سورۃ النجم کی آیت:۱۹ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ مجاہد فرماتے ہیں: ''لات'' حاجیوں کو ستو گھول کر پلایا کرتا تھا۔ اس کی وفات کے بعد لوگ اس کی قبر کے مجاور بن کر بیٹھ گئے۔''②

ابو الجوزاء نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ: ''لات'' حجاج کرام کو ستو گھول کر پلایا کرتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کو جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور ان لوگوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو قبروں پر مساجد بناتے اور چراغاں کرتے ہیں۔③

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں لفظ ''اوثان'' کی وضاحت ہوگئی کہ اس سے مراد بت ہیں۔

---

① موطا امام مالک، حدیث: ۲٦١

② تفسیر ابن جریر الطبری: ۲۸، ۵۸

③ سنن ابی داؤد: کتاب الجنائز، باب فی زیارۃ النساء القبور، حدیث: ۳۲۳٦۔ سنن الترمذی: کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی کراهیة ان یتخذ علی القبر مسجد، حدیث: ۳۲۰۔ سنن النسائی: کتاب الجنائز، باب التغلیظ فی اتخاذ السرج علی القبور، حدیث: ۲۰٤٥

② عبادت کا مفہوم بھی واضح ہوتا ہے۔

③ نبی اکرم ﷺ نے اس چیز سے پناہ مانگی جس کے رائج ہو جانے کا آپ کو اندیشہ تھا۔

④ جہاں نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی: یا اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا جس کو پوجا جانے لگے۔
وہاں آپ نے یہ بھی فرمایا: ''پہلے لوگوں نے انبیاء کی قبور کو عبادت گاہ بنا لیا تھا۔''

⑤ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ایسا کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔

⑥ ''لات'' جو عرب کا سب سے بڑا بت تھا، اس کی عبادت کس طرح شروع ہوئی۔

⑦ جہاں لات بت رکھا گیا تھا وہ ایک صالح بزرگ (لات) کی قبر تھی۔

⑧ ''لات'' اس قبر میں مدفون آدمی کا نام ہے۔ اس باب میں اس کی وجہ تسمیہ بھی ذکر ہوئی ہے۔

⑨ نبی اکرم ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کی زیارت کو جاتی ہیں۔

⑩ نبی اکرم ﷺ نے قبروں پر چراغاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

باب:۲۲

نبی اکرمؐ نے توحید کی حفاظت کے لیے شرک کا ہر دروازہ بند کر دیا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ ①

''تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا۔ تم پر اگر کوئی تکلیف آئے تو وہ اسے گراں گزرتی ہے۔ وہ تمہاری ہدایت پر حریص ہے۔ مومنوں کے لیے نہایت مہربان ہے۔''

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''تم اپنے گھروں کو (نماز اور تلاوت قرآن وغیرہ ترک کر کے) قبرستان نہ بناؤ نہ میری قبر کو میلہ گاہ بنانا اور تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود و سلام بھیجو تمہارے درود و سلام مجھے پہنچ جائیں گے'' ②

جناب زین العابدین علی بن حسین رحمہ اللہ نے ایک شخص کو نبی اکرم ﷺ کی قبر کے گرد بنی دیوار کے ایک شگاف سے اندر داخل ہو کر قبر کے پاس دعا کرتے دیکھا تو اسے روکا اور فرمایا: کیا میں تجھے وہ حدیث نہ سناؤں جو میرے ابا جان (حسین رضی اللہ عنہ) نے میرے دادا جان (جناب علی رضی اللہ عنہ) سے سنی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''میری قبر پر میلا نہ لگانا اور تم اپنے گھروں کو قبرستان (کی طرح) نہ بنا لینا اور مجھ پر درود پڑھتے رہنا۔ اس لیے کہ تم جہاں بھی ہو گے، تمہارا درود مجھے پہنچ جائے گا'' ③

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب میں سورۃ التوبہ کی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

---

① سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۲۸

② سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، حدیث: ۲۰۴۲

③ مجمع الزوائد: ۴/ ۳

② نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو شرک سے بہت دور رہنے کا حکم دیا ہے۔

③ نبی اکرم ﷺ اپنی امت پر نہایت مہربان اور اس کی ہدایت کے انتہائی حریص تھے۔

④ نبی اکرم ﷺ نے مشرکانہ انداز میں اپنی قبر کی زیارت سے منع فرمایا ہے۔ لیکن آپ کی قبر کی زیارت اس طرح کی جائے کہ شرعی حدود پامال نہ ہوں، تو بڑے نصیب کی بات ہے۔

⑤ نبی اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت (مبارک عمل سمجھتے ہوئے کرنے) سے بار بار منع فرمایا ہے۔

⑥ آنحضرت ﷺ کے اس فرمان: ''گھروں کو قبرستان نہ بناؤ'' میں نفلی نماز گھروں میں پڑھنے کی طرف اشارہ ہے۔

⑦ صحابہ کرام اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

⑧ آدمی جہاں بھی ہو وہیں آنحضرت ﷺ پر درود و سلام پڑھ سکتا ہے خواہ دور ہی کیوں نہ ہو، اس غرض سے قبر نبوی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔

⑨ رسول اکرم ﷺ برزخ میں ہیں اور امت کے اعمال میں سے درود و سلام، آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔

باب:۲۳

امت محمدیہ کے بعض افراد کے بت پرست (Idolaer) بننے کی پیش گوئی

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا﴾①

''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا، وہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان لانے والوں سے زیادہ صحیح راہ پر ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ﴾②

''(اے نبی) آپ ان لوگوں سے کہہ دیجیے: کیا تمہیں ان لوگوں کی نشان دہی کر دوں جن کا انجام اللہ کے ہاں، فاسقوں کے انجام سے بھی برا ہے۔ وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر اللہ کا غضب ہوا اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دیا اور جنہوں نے طاغوت کی عبادت کی۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا﴾③

''اور ان کے سرکردہ لوگوں نے کہا ہم ان کی غار پر مسجد ضرور بنائیں گے۔''

---

① سورة النساء، آيت: ٥١ ② سورة المائدة، آيت: ٦٠ ③ سورة الكهف، آيت: ٢١

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم پہلی امتوں کے راستوں پر چلتے ہوئے یوں ان کی برابری کروگے جیسے تیر کا ایک پر دوسرے پر کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ سانڈے کے بل میں گھسیں تو تم بھی جا گھسو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ نے فرمایا اور کون؟'' ①

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو اس حد تک سمیٹ دیا کہ میں نے اس کے مشرق و مغرب دیکھ لیے۔ میرے امتیوں کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین مجھے سمیٹ کر دکھائی گئی۔ اور مجھے سفید (چاندی) اور سرخ (سونا) دو خزانے عطا کیے گئے۔ اور میں نے اپنی امت کے لیے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ عام قحط سالی سے اسے ہلاک نہ کرے۔ اور ان پر کوئی ایسا بیرونی دشمن بھی مسلط نہ ہونے پائے جو انہیں تباہ کر دے۔ میرے رب نے فرمایا: اے محمد! جب میں کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں تو اسے ٹالا نہیں جا سکتا۔ میں آپ کی امت کے بارے میں آپ کی یہ دعا قبول کرتا ہوں کہ میں انہیں عام قحط سالی سے ہلاک نہیں کروں گا اور ان پر کوئی ایسا دشمن بھی مسلط نہیں کروں گا جو انہیں تباہ کر کے رکھ دے اگرچہ سارے دشمن ان کے خلاف متحد کیوں نہ ہو جائیں۔ البتہ یہ خود آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بھی بنائیں گے۔'' ②

اس حدیث کو امام حافظ البرقانی رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب ''الصحیح'' میں بیان کیا ہے۔ وہاں بھی نبی اکرم کے یہ الفاظ مذکور ہیں:

---

① صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، حدیث: ٣٤٥٦۔ صحیح مسلم: کتاب العلم، باب اتباع سنن الیهود و النصاری، حدیث: ٢٦٦٩

② صحیح مسلم: کتاب الفتن، باب هلاك هذه الامة بعضهم ببعض، حدیث: ٢٨٨٩

''مجھے اپنی امت کے بارے میں صرف گمراہ پیشواؤں کا خدشہ ہے۔ اور جب ان میں ایک دفعہ تلوار چل پڑی تو قیامت تک بند نہ ہوگی اور قیامت اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک میری امت کی ایک بڑی جماعت مشرکوں سے نہ جا ملے اور میری امت کے بہت سے گروہ بت پرستی نہ کرنے لگیں۔ اور میری امت میں تیس (۳۰) دجال پیدا ہوں گے۔ وہ سب نبوت کا دعویٰ کریں گے، حالانکہ میں آخری نبی ہوں میری بعد کوئی نبی نہیں۔ میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور ان کی مدد کی جائے گی۔ اور ان کا ساتھ چھوڑ جانے والے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (یعنی قیامت) آجائے۔ ①

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب میں سورۂ نساء کی آیت: ۵۱ کی تفسیر بیان کی گئی۔

② سورۂ مائدہ کی آیت: ۶۰، کی تفسیر بھی بیان کی گئی ہے۔

③ سورۃ الکہف کی آیت: ۲۱ کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے۔

④ ''جبت'' (بت) اور طاغوت (شیطان) پر ایمان لانے کا مطلب قلبی اعتقاد ہے۔

⑤ یہود کی یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کفار اہل ایمان کی نسبت زیادہ صحیح راہ پر ہیں۔

⑥ حدیث نبوی سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ امت محمدیہ میں بھی وہی برائیاں رائج ہو جائیں گی جو سابقہ امتوں میں پائی جاتی تھیں۔

⑦ امت محمدی کے بھی بہت سے لوگ بت پرستی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

⑧ عجیب بات تو یہ ہے کہ مختار ثقفی نے بھی نبوت کا دعوی کر دیا جبکہ وہ توحید کا اعتراف کرنے والا آدمی تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی نبوت کو بھی ماننے والا اور قرآن مجید کو سچی کتاب مانتا تھا۔ حدیث رسول سے یہ بات بھی واضح معلوم ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ پھر بھی عہد صحابہ کے اواخر میں اس آدمی نے نبوت کا دعوی کیا اور بہت سے لوگ اس کے

---

① سنن ابی داؤد: کتاب الفتن والملاحم، باب: ذکر الفتن ودلائلها، حدیث: ۴۲۵۲

پیچھے چل پڑے۔

⑨ حدیث مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امت محمدی سے حق بالکل مٹ نہیں جائے گا جس طرح کہ پہلی امتوں میں ہوا، لیکن پھر بھی امت محمدی میں ایک جماعت ہی ایسی ہوگی جو مکمل طور پر دین حق کی پیروکار ہوگی۔

⑩ حدیث رسول سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اہل حق قلیل ہونے کے باوجود بھی مغلوب نہ ہوں گے۔

⑪ یہ پیش گوئی تا قیامت برقرار رہے گی۔

⑫ باب میں مذکور حدیث مبارکہ میں مندرجہ ذیل باتیں بالخصوص بیان ہوئی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کے مشارق و مغارب سکیڑ دیے ہیں۔ آپ کا فرمان حرف بحرف سچ اور حق ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے لیے کی گئی پہلی دو دعائیں قبول ہوئیں لیکن تیسری دعا قبول نہیں ہوئی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں جب تلوار چلے گی تو قیامت تک نہ رکے گی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے لوگ ایک دوسرے کو قید بھی کریں گے اور قتل بھی کریں گے۔

آپ نے اپنی امت کے بارے یہ خدشہ ظاہر کیا کہ گمراہ پیشوا لوگوں کو گمراہ کریں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں نبوت کے جھوٹے دعوے دار بھی پیدا ہوں گے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: میری امت میں ایک جماعت، جس کی اللہ مدد کریں گے، حق پر قائم رہے گی۔

نبی اکرم ﷺ کی تمام باتیں حرف بحرف سچ اور حق ثابت ہوئیں۔

⑬ آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے گمراہ پیشواؤں سے خطرہ محسوس کیا ہے۔

⑭ اس باب کے مطالعہ سے بت پرستی کا حقیقی مطلب بھی واضح ہوتا ہے۔

باب:۲۴

جادو (Sorcery) کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهٗ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴾①

''وہ اس بات سے خوب واقف ہیں کہ جادو سیکھنے والے کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے''

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے بارے فرمایا:

﴿ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ﴾②

''وہ جبت اور طاغوت ایمان رکھتے ہیں''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''الجبت، سے مراد جادو اور طاغوت سے مراد شیاطین ہیں''③

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''طاغوت وہ کاہن ہیں جن کے پاس شیطان جن آتے ہیں۔ کاہن ہر قبیلے کا الگ الگ ہوتا ہے''④

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سات ہلاک کر دینے والے کاموں سے بچو، صحابہ کرام نے عرض کیا آقا! وہ کون سے سات کام ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ جادو کرنا۔ کسی جان کو ناحق قتل کرنا۔ سود خوری۔ یتیموں کا مال کھانا۔ جنگ کے روز پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔ پاک دامن

---

① سورۃ البقرۃ، آیت:۱۰۲
② سورۃ النساء، آیت:۵۱
③ تفسیر ابن جریر الطبری
④ صحیح بخاری مع فتح الباری: معلقا، ۳۱۷/۸

اور عزت دار عورتوں پر تہمت لگانا''①

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جادوگر کی سزا یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے''②

بجالہ بن عبدۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں لکھا: ہر جادوگر مرد اور جادوگر عورت کو قتل کر دو۔③

بجالہ مزید کہتے ہیں: ''ہم نے تین جادوگرنیوں کو قتل کیا۔''

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے:

''ان کی ایک لونڈی نے ان پر جادو کر دیا تو انہوں نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا، چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا تھا۔''④

اسی قسم کا قول حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ جادوگر کو قتل کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صحابہ (جندب، عمر اور حفصہ رضی اللہ عنہم) سے ثابت ہے۔

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب میں سورۂ بقرہ کی آیت ۱۰۲ کی روشنی میں جادوگروں کا انجام بیان کیا گیا ہے۔

② اس باب سے سورۂ نساء کی آیت ۵۱ کی بھی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

③ جبت اور طاغوت کے معانی اور ان کے مابین فرق بھی بیان کیا گیا ہے۔

④ طاغوت، جن بھی ہوتے ہیں اور انسان بھی۔

---

① صحیح بخاری: کتاب الوصایا، باب قوله ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما، حدیث:۲۷٦٦

② سنن الترمذی: کتاب الحدود، باب حد الساحر، حدیث: ۱٤٦۰

③ صحیح بخاری: کتاب الجزیة والموادعة، باب الجزیة والموادعة مع اهل الذمة والحرب، حدیث: ۳۱۵٦۔ سنن ابی داؤد: کتاب الخراج، باب فی اخذ الجزیة من المجوس، حدیث: ۳۰٤۳ و مسند احمد: ۱۹۰۱، ۱۹۱؛ یہ الفاظ مسند احمد کے ہیں۔

④ موطا امام مالک، حدیث: ٤٦

⑤ حدیث میں سات مہلک کاموں کا ذکر آیا ہے لہذا ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

⑥ اس باب کے مطالعہ سے یہ واضح ہوا کہ جادوگر کافر ہیں۔

⑦ جادوگر کو قتل کر دیا جائے اور اسے توبہ اور رجوع کی مہلت بھی نہ دی جائے۔

⑧ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی جادوگر موجود تھے تو اس سے بعد کے ادوار میں کیا حال ہوگا؟

باب:۲۵

جادو (Sorcery) کی بعض اقسام کا بیان

حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''پرندوں کو اڑا کر فال لینا، زمین پر لکیریں کھینچنا (علم رمل) اور کسی چیز کو دیکھ کر بدشگونی لینا، یہ سب جادو کی اقسام ہیں۔''

عوف کہتے ہیں ''العیافۃ'' سے مراد، پرندوں کو اڑا کر فال لینا اور ''الطرق'' سے زمین میں لکیریں کھینچنا مراد ہے۔ (جسے آج کل ''علم رمل'' کہا جاتا ہے)۔ حسن بصری کہتے ہیں شیطانی آہ و بکاء اور چیخ و پکار ''جبت'' ہے۔ ①

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے علم نجوم کا کچھ حصہ سیکھا، اس نے اسی قدر جادو سیکھا جتنا زیادہ سیکھتا جائے اسی قدر گناہ میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔'' ②

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس نے گرہ باندھ کر اس پر پھونک ماری، یقیناً اس نے جادو کیا۔ اور جس نے جادو کیا یقیناً اس نے شرک کیا۔ اور جو کوئی (اپنے گلے، ہاتھ، بازو وغیرہ پر) کوئی چیز باندھے یا لٹکائے تو وہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔'' ③

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ جادو کیا ہے؟ فرمایا: وہ چغلی ہے یعنی لوگوں کے درمیان لڑائی کرانے والی بات کرنا۔'' ④

---

① سنن ابی داؤد: كتاب الكهانة والتطير، باب في الخط وزجر الطير، حديث: ۳۹۰۷، ۳۹۰۸

② سنن ابی داؤد: كتاب الكهانة والتطير، باب في النجوم، حديث: ۳۹۰۵

③ سنن النسائی، كتاب تحريم الدم، باب الحكم في السحرة، حديث: ۴۰۸۴

④ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة، باب تحريم النميمة، حديث: ۲۶۰۶

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بعض بیان اپنے اندر جادوئی اثر رکھتے ہیں'' ①

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب سے معلوم ہوا کہ ''العیافة''، ''الطرق'' اور ''الطیرة'' سب جادو کی قسمیں ہیں۔

② اس باب میں جادو کی مذکورہ تینوں قسموں کا معنی ومفہوم بیان کیا ہے۔

③ علم نجوم بھی جادو کی ایک شکل ہے۔

④ گرہ بندی اور پھونک مارنا بھی جادو کی قسموں میں سے ہے۔

⑤ چغلی بھی جادو کی ایک قسم ہے۔

⑥ بعض لوگوں کا کلام و بیان بھی جادو کی تاثیر رکھتا ہے۔

---

① صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب الخطبة، حدیث:٥١٤٦

باب:۲۶

نجومیوں (Sooth Sayers) اور جھوٹے غیب دانوں کا بیان

بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے کسی نجومی کے پاس جا کر کسی قسم کا سوال کیا، اور اس کی بتائی ہوئی بات کی تصدیق کی تو اس کی چالیس روز تک نماز قبول نہیں ہوگی۔ ①

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کوئی کسی کاہن کے پاس گیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو وہ سمجھ لے کہ اس نے اس دین کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے'' ②

حضرت ابو ہریرہ سے ایک اور اسی طرح کی روایت منقول ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کوئی کسی کاہن یا نجومی کے پاس گیا اور اس کی بتائی ہوئی باتوں کو اس نے سچ مانا تو وہ سمجھ لے کہ اس نے اس دین کے ساتھ کفر کیا جو محمدؐ پر نازل ہوا ہے'' ③

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے فال نکالی، یا جس کے لیے فال نکالی گئی، جس نے کہانت کی یا جس کے لیے کہانت کی گئی، جس نے جادو کیا یا جس کے لیے جادو کیا گیا اور جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو ان (سب کے سب) نے اس دین کے ساتھ کفر کیا جو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا'' ④

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

---

① صحیح مسلم: کتاب السلام، باب تحریم الکہانۃ و اتیان الکہان، حدیث: ۲۲۳۰

② سنن ابی داؤد، کتاب الکہانۃ، باب فی الکہان، حدیث: ۳۹۰۴

③ سنن الکبری للبیہقی: ۸/ ۱۳۵

④ مسند البزار، حدیث: ۳۰۴۴

''عراف وہ ہے جو علامات کی روشنی میں چوری یا گم ہو جانے والی اشیاء کی نشاندہی کرے۔اور دیگر معاملات میں طرح طرح کے دعوے کرے۔''

بعض اہل علم کہتے ہیں:

''عراف اور کاہن ایک ہی ہے یعنی وہ شخص جو مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی خبر دے۔بعض کے ہاں، جو دل کی باتوں کی خبر دے اسے کاہن کہتے ہیں۔''

ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ''عراف ایسا لفظ ہے جو کاہن، نجومی، رمال اور اس قسم کے تمام لوگوں پر بولا جاتا ہے۔ جو اپنے مخصوص انداز سے بعض امور کی خبریں دیتے ہیں'' ①

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''جو لوگ حروف ابجد لکھ کر حساب کرتے اور ستاروں سے رہنمائی لیتے ہیں ان کے لیے اللہ کے ہاں آخرت میں کوئی حصہ نہیں'' ②

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پر ایمان لانا اور نجومیوں کی تصدیق کرنا دونوں مخالف اور متضاد باتیں ہیں، اس لیے یہ دونوں ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

② کاہن کی تصدیق کرنا کفر ہے۔

③ کاہن، جادوگر اور فال نکالنے والے مسلمان نہیں ہیں۔

④ حروف ابجد لکھ کر حساب لگانے والوں کی بھی مذمت اس باب میں بیان کی گئی ہے۔

⑤ کاہن اور عراف میں جو معمولی فرق ہے اس کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔

---

① مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۳۵/ ۱۷۳

② السنن الکبری للبیہقی: ۸/ ۱۳۹

باب:۲۷

جادو کا علاج (Spell Breaking)

جادو کے ذریعے کرنا ممنوع ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جادو کا علاج جادو کے ذریعے کرنے کے بارے پوچھا گیا① تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ شیطانی عمل ہے''۔②

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس ان تمام کاموں کو ناجائز سمجھتے تھے''

صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ حضرت قتادہ فرماتے ہیں: میں نے ابن مسیب سے پوچھا کہ اگر کسی پر جادو کا اثر ہو کہ وہ اپنی بیوی کے پاس نہ جائے تو کیا اس جادو کے اثر کو زائل کرنے کے لیے کلام استعمال کرنا جائز ہے؟ انہوں نے جوب دیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس میں مقصد خیر خواہی ہے۔ مفید مقصد کے لیے کلام کو استعمال کرنا جائز ہے۔③

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس آدمی پر جادو کیا گیا ہو اس سے جادو کے اثر کو زائل اور ختم کرنے کا نام ''نشرہ'' ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

① جادو کو جادو کے ذریعے زائل کیا جائے یہ ناجائز اور شیطانی عمل ہے۔ اس صورت میں علاج کرنے والا اور متاثر، دونوں شیطان کے قریب تر ہوتے ہیں۔ اور وہ ایسے کام کرتے ہیں کہ شیطان ان سے خوش ہو کر خود ہی اس جادو کے اثر کو ختم کر دیتا ہے۔

② دم، تعویزات اور ادویات اور جائز مسنون دعاؤں کے ذریعے اس کا علاج کیا جائے یہ

---

① جادو کا علاج جادو کے ذریعے کرنے کو ''نشرۃ'' کہتے ہیں۔

② سنن ابی داود، کتاب الطب، باب فی النشرة، حدیث: ۳۸۶۸

③ صحيح بخاری: كتاب الطب، باب هل يستخرج السحر (تعليقا)

دوسری صورت جائز ہے۔ ①

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جادو کا علاج جادو کے ذریعے کرنا ناجائز اور ممنوع عمل ہے۔

② دیگر جائز ذرائع اور مسنون دعاؤں کے ذریعے علاج کرانا بہرحال جائز ہے۔

---

① زاد المعاد: ٤/ ١٢٤، ١٨١

باب:۲۸

بدفالی اور بدشگونی (Portending) کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ①

''خبردار! نحوست اور بدشگونی ان کے لیے اللہ کے ہاں مقدر ہے، لیکن ان کے اکثر لوگ جانتے نہیں''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ﴾ ②

''انہوں (نبیوں) نے کہا: تمہاری نحوست (بدشگونی) تمہارے ہی ساتھ ہے۔ تم یہ باتیں اس لیے کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی گئی ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ تم لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہو۔''

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''کوئی بیماری متعدی نہیں، بدفالی اور بدشگونی کی بھی کوئی حقیقت نہیں، نہ الو کا بولنا نقصان دہ ہے، اور نہ ہی ماہ صفر میں کوئی نحوست ہے'' ③

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ ہی بدفالی اور بدشگونی کی کوئی حقیقت ہے۔ البتہ مجھے فال

---

① سورۃ الاعراف، آیت: ۱۳۱

② سورۃ یٰس، آیت: ۱۹

③ صحیح بخاری: کتاب الطب، باب لا ھامۃ، حدیث: ۵۷۵۷۔ صحیح مسلم: کتاب السلام، باب لا عدوی ولا طیرۃ ولا ھامۃ... حدیث: ۲۲۲۰۔ صحیح مسلم میں یہ بھی ہے۔ ستاروں میں کوئی تاثیر نہیں، بھوتوں کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔

پسند ہے، صحابہ نے پوچھا: فال کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اچھی اور بہترین بات کرنا''①

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدفالی اور بدشگونی کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سب میں بہتر فال ہے، جو کسی مسلمان کو اس کے مقصد سے روک نہ دے۔ چنانچہ جو شخص کوئی ناپسند معاملہ دیکھے تو دعا کرے:

[اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ]②

''اے میرے پروردگار! تیرے سوا کوئی بھلائیاں لاسکتا ہے نہ برائیاں روک سکتا ہے، اور تیری توفیق کے بغیر نہ تو ہم برائی سے بچ سکتے ہیں اور نہ ہی نیکی کر سکتے ہیں''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بدفالی اور بدشگونی شرک ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جسے ایسا وہم نہ ہوتا ہو مگر اللہ تعالیٰ ہمارے توکل کی وجہ سے اسے ہم سے دور کر دیتا ہے۔''③

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اس طرح مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص کسی قسم کی بدفالی کی وجہ سے اپنے کام سے رک گیا، اس نے شرک کیا۔ صحابہ نے پوچھا: اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اس کا کفارہ یہ دعا ہے:

[اللهم لا خير الا خيرك ولا طير الا طيرك ولا اله غيرك]④

''اے ہمارے پروردگار! تیری بھلائی کے علاوہ کوئی بھلائی نہیں، نہ ہی تیری شگون کے علاوہ کوئی شگون ہے اور تیرے سوا کوئی معبود برحق بھی نہیں ہے''

فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① صحيح بخاري: كتاب الطب، باب لا عدوى، حديث: ٥٧٧٦

② سنن ابی داود: كتاب الكهانة و الطيرة، باب في الطيرة، حديث: ٣٩٠٩

③ سنن ابی داود: كتاب الكهانة، باب في الطيرة، حديث: ٣٩١٠

④ مسند احمد بن حنبل: ٢/ ٢٢٠

"بدشگونی وہ ہے جو تجھے کسی کام کے کرنے پر آمادہ کردے یا کسی کام کے کرنے سے روک دے۔"①

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں سورۃ اعراف اور سورۃ یس کی آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔
② اس باب میں مذکور احادیث میں واضح طور پر امراض کے متعدی ہونے کی نفی ذکر کی گئی ہے۔
③ بدفالی بھی غلط اور ممنوع ہے۔
④ الو کی آواز سے بدفالی لینا بھی ممنوع ہے۔
⑤ ماہ صفر کی نحوست کا عقیدہ رکھنا بھی گناہ ہے۔
⑥ بدفالی منع ہے جبکہ نیک فالی مستحب ہے۔
⑦ فال کا مفہوم بھی اس باب میں ذکر کیا گیا ہے۔
⑧ اگر کسی وقت دل میں بدفالی کے خیالات پیدا ہوں تو اللہ پر توکل کو مضبوط بنانے سے وہ غلط خیالات اور ان سے پیدا ہونے والے اثرات اللہ تعالیٰ ختم کر دیتے ہیں۔
⑨ بدفالی کے وسوسہ کو دور کرنے کے لیے اس باب میں مذکور مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔
⑩ بدفالی لینا شرک ہے۔
⑪ اس باب میں اس بدفالی کی وضاحت کر دی گئی ہے جو مذموم اور غلط ہے۔

① مسند احمد بن حنبل: ۲۱۳/۱

باب:۲۹

علم نجوم (Astrology) کی شرعی حیثیت

جناب قتادہ کا قول صحیح بخاری میں مذکور ہے:

اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین مقاصد کے لیے پیدا کیا ہے:

(1) آسمان کی زینت، (2) شیاطین کو مارنے، (3) راستہ معلوم کرنے کے لیے۔

جس شخص نے ان مقاصد کے علاوہ کسی اور مقصد کا تصور کیا اس نے غلطی کی اور ہر بھلائی سے اپنے آپ کو محروم کر لیا۔ اور اس نے ایسے کام کا ارتکاب کیا جس کا وہ مکلف نہیں۔ ①

جناب حرب فرماتے ہیں: جناب قتادہ نے قمر کی منازل کا علم حاصل کرنے کو مکروہ اور ناجائز قرار دیا ہے۔ اور ابن عیینہ نے بھی اس علم کے حصول کو ناپسند سمجھا ہے۔ امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق اس علم کی اجازت دیتے ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے:

(1) شراب پینے والا (عادی مجرم) (2) قطع رحمی کرنے والا (3) جادو کو برحق ماننے والا

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ستاروں کو کس مصلحت کے پیش نظر پیدا کیا گیا ہے۔

② ستاروں کی تخلیق جن مقاصد کے لیے ہے ان سے بڑھ کر ستاروں سے توقعات وابستہ کرنے والوں کی تردید کی گئی ہے۔

③ قمر کی منازل کا علم حاصل کرنے کے بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں۔

④ جادو کی تصدیق کرنے والے کے لیے بھی وعید بیان کی گئی ہے۔

---

① صحیح بخاری: کتاب بدء الخلق، باب فی النجوم، حدیث:۳۱۹۸

باب:۳۰

''بارش ستاروں کے اثر سے برستی ہے'' عقیدہ رکھنا کفر ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴾ ①

''تم نے اللہ کی (نعمتوں اور کمالات کی) تکذیب کو اپنا شیوہ بنا رکھا ہے''

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جاہلیت کے چار کام ایسے ہیں جنہیں میری امت کے لوگ بھی چھوڑیں گے نہیں:

1. حسب ونسب پر فخر کرنا۔
2. دوسروں کے خاندانی عیوب نکالنا اوران کو طعن وتشنیع کرنا۔
3. یہ عقیدہ رکھنا کہ بارش فلاں فلاں ستارے کے اثر کے باعث برسی ہے۔
4. نوحہ کرنا۔

نیز آپ نے فرمایا: نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اسے گندھک کی شلوار اور خارش کی قمیص پہنائی جائے گی'' ②

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر رات بارش ہونے کے بعد ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں

---

① سورۃ الواقعۃ، آیت:۸۲

② صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ، حدیث:۹۳٤

سے کچھ نے تو مجھ پر ایمان کی حالت میں صبح کی اور کچھ نے کفر کی حالت میں، ان میں سے جنہوں نے کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بارش ہوئی وہ میرے مومن ہیں اور ستاروں کے کافر ہیں۔ اور جنہوں نے کہا کہ ہم پر یہ بارش فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی وہ میرے کافر اور ستاروں پر ایمان لانے والے ہیں۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارہ مفید ثابت ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں یہ آیات نازل فرما دیں۔''

﴿فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَفَبِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَنْتُمْ مُدْهِنُونَ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ﴾[2]

''مجھے قسم ہے ستاروں کی منازل کی۔ اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے، بے شک یہ قرآن مجید بلند مرتبہ والا ہے جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اسے وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں۔ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ تو پھر کیا تم اس کلام سے بے دوری اختیار کرتے ہو اور اس کی تکذیب کرنے کو اپنا وظیفہ بناتے ہو۔''

جواہر پارے: (Extracted Juice)

1. اس باب میں سورۃ الواقعہ کی آیات کی تفسیر ہے۔
2. ان چار کاموں کا ذکر بھی ہے جو جاہلیت کی رسمیں ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الاستسقاء، باب قولہ تعالی وتجعلون رزقکم انکم تکذبون، حدیث: ۱۰۳۸۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء، حدیث: ۷۱

[2] سورۃ الواقعۃ، آیت: ۷۵ تا ۸۲۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء، حدیث: ۷۳

③ ان چار کاموں میں سے بعض کام کفر ہیں۔

④ کفر کی کچھ اقسام ایسی بھی ہیں جن کے ارتکاب سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

⑤ حدیث کے الفاظ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میرے بندوں میں سے بعض نے ایمان کی حالت میں صبح کی اور بعض نے کفر کی حالت میں) سے معلوم ہوا کہ مومن و کافر کی پہچان اسی وقت ہو جاتی ہے جب اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرماتا ہے۔

⑥ اس باب کا مطالعہ کرنیکے بعد ایمان کی حقیقت پر بھی خوب غور کرنا چاہیے کہ یہ کس قدر نازک اور اہم معاملہ ہے۔

⑦ بعض اوقات بظاہر معمولی سی بات کہنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

⑧ ستاروں کی تاثیر کا عقیدہ رکھنا اور ان کو اپنے لیے مفید یا نقصان دہ سمجھنا کفر ہے۔

⑨ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟'' اس بات کی دلیل ہے کہ طالب علموں کو بات ذہن نشین کرانے کے لیے استفہامی انداز اختیار کرنا جائز ہے۔

⑩ اس باب میں نوحہ کی مذمت اور نوحہ کرنے والیوں کے لیے عذاب کی وعید کا ذکر بھی ہے۔

باب:۳۱

دین کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی محبت ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ﴾①

''اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو دوسروں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے یوں محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے محبت ہونی چاہیے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَ اَبْنَاؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيْلِهِ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴾②

(اے محمدؐ) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ دادا، بیٹے، بھائی، بیویاں، عزیز واقارب اور جمع کیا ہوا مال، اور تجارت جس کے نقصان کا تمہیں خدشہ رہتا ہے اور تمہارے گھر جو تمہیں پسند ہیں، یہ سب کچھ اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ (عذاب) لے آئے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نصیب نہیں کرتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک (کامل) ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس

---

① سورۃ البقرۃ، آیت:۱۶۵

② سورۃ التوبۃ، آیت:۲۴

کو اس کے والدین، اس کی اولاد بلکہ ساری کائنات سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔"①

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تین خوبیاں جس آدمی میں ہوں وہ ان کی بدولت ایمان کی مٹھاس پالیتا ہے۔"

1. وہ اللہ اور اس کے رسول کو سب سے زیادہ محبت کرے۔
2. کسی سے محبت کرے تو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے۔
3. اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے بچالیا ہے تو اب وہ کفر کو اس طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں ڈالا جانا اسے ناپسند ہے۔②

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: "کوئی شخص اس وقت تک ایمان کی مٹھاس نہیں پا سکتا جب تک.....الخ"③

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جو شخص کسی سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت رکھے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کسی سے بغض رکھے، (وہ اللہ کا ولی اور دوست ہے کیونکہ) کسی سے دوستی ہو یا دشمنی وہ بھی محض اللہ ہی کے لیے ہو تو یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کی ولایت اور دوستی انہی کاموں سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور کوئی بھی شخص ان امور کے بغیر ایمان کا ذائقہ حاصل نہیں کر سکتا خواہ وہ کثرت سے نمازیں پڑھتا ہو اور کثرت سے روزے بھی رکھتا ہو۔ عام لوگوں کی آپس میں محبت اور تعلقات دنیوی امور پر استوار ہیں، حالانکہ یہ عمل ان کے لیے اللہ

---

① صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، حدیث: ۱۵۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ الرسول اکثر من الاھل والولد والوالد والناس اجمعین، حدیث: ۴۴

② صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان، حدیث: ۱۶، ۲۱۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف بھن وجد حلاوۃ الایمان، حدیث: ۴۳

③ صحیح بخاری: کتاب الادب، باب الحب فی اللہ، حدیث: ۶۰۴۱

تعالیٰ کے ہاں قطعاً فائدہ نہ دے گا۔“ ①

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴾ ②

”قیامت کے دن ان کے سارے اسباب ختم ہو جائیں گے“

کی تفسیر میں فرمایا: یہاں اسباب سے مراد دوستی اور محبت کے تعلقات ہیں۔ ③

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں سورۃ البقرہ کی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

② سورۃ توبہ کی آیت کی تفسیر بھی بیان کی گئی ہے۔

③ اپنی جان و مال اور اہل و عیال کے مقابلہ میں سب سے زیادہ محبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونی چاہیے۔

④ کسی کے بارے اگر نبی اکرم ﷺ نے ایمان کی نفی کی ہے تو اس سے مراد کفر نہیں بلکہ ایمان کی کمی ہے۔

⑤ اس باب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایمان ایک مٹھاس ہے جس کا احساس کبھی تو ہوتا اور کبھی نہیں ہوتا۔

⑥ چار قلبی اعمال ایسے ہیں جن کے بغیر انسان اللہ کا ولی بن سکتا ہے نہ ایمان کی مٹھاس اور ذائقہ محسوس کر سکتا ہے۔

⑦ صحابہ کرام اس حقیقت سے واقف تھے کہ لوگوں کا باہمی میل جول دنیاوی معاملہ ہے۔

⑧ اس باب سے آیت ﴿ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴾ کی تفسیر بھی خوب واضح ہوتی ہے۔

---

① [illegible]

② [illegible]

③ [illegible]

⑨ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مشرک ہونے کے باوجود اللہ سے بے حد محبت کرتے ہیں۔

⑩ باب میں مذکور سورۃ توبہ کی آیت مبارکہ میں بیان کی گئی آٹھ چیزوں کے ساتھ پیار کرنے والوں کے لیے عذاب ہے۔

⑪ کسی کا اپنے باطل معبود سے اس حد تک پیار کرنا کہ جس طرح کا پیار اللہ سے کرنا چاہیے تو یہ بھی شرک ہے۔

باب:۳۲

اللہ سے ڈرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾①

''شیطان اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تم ان سے مت ڈرو، اگر تم مومن ہو تو صرف مجھ سے ڈرو۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى اُولٰئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴾②

''اللہ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے ڈرتے نہیں، یقیناً ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ آمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَا اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ﴾③

''کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے مگر جب ان کو اللہ کی راہ میں کوئی

---

① سورۃ آل عمران، آیت:۱۷۵
② سورۃ التوبۃ، آیت:۱۸
③ سورۃ العنکبوت، آیت:۱۰
④ سورۃ البقرۃ، آیت:۱۱

تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لوگ اس تکلیف کو یوں محسوس کرتے ہیں جیسے اللہ کی طرف سے کوئی عذاب ہو“

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”یقیناً یہ ایمان کی کمزوری کی علامات ہیں کہ تو اللہ کی ناراضی لوگوں کو راضی کرنے کی وجہ سے لے لے، اور جن لوگوں کو اللہ نے رزق دیا ہے ان کی تعریفیں کرتا رہے اور جو رزق اللہ نے تجھے نہیں دیا اس پر ان کی مذمت کرتا رہے، یہ بات یاد رکھو کہ اللہ کا رزق نہ تو کسی حریص کا حرص کھینچ کر لا سکتا ہے اور نہ ہی برا بھلا کہنے والے کا برا بھلا کہنا اسے روک سکتا ہے“①

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے بھی اللہ کو راضی رکھے اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کر دیتا ہے۔ اور جو شخص اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرے اللہ بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے“②

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں سورۃ آل عمران کی آیت کی تفسیر بیان ہوئی ہے۔

② سورۃ توبہ کی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

③ سورۃ العنکبوت کی آیت کی تفسیر بھی کی گئی ہے۔

④ ایمان کبھی مضبوط اور کبھی کمزور ہوتا رہتا ہے۔

---

① شعب الایمان: حدیث: ۲۰۷

② مسند الشہاب: حدیث: ۱٥٤۱،۱٥٤۲

⑤ ایمان کی کمزوری کی علامات بھی بیان ہوئی ہیں۔

⑥ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اسی کا خوف رکھنا چاہیے۔

⑦ صرف اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والوں کی فضیلت اور ان کو اس کے نتیجے میں ملنے والے ثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔

⑧ جو شخص غیر اللہ سے ڈرے اور اس کا خوف کھائے تو اس کا انجام بھی بتایا گیا ہے۔

باب:۳۳

اللہ تعالیٰ پر توکل (Trust in God) کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ ﴾①

''اور اگر تم مومن ہو تو صرف اللہ پر توکل کرو۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴾②

''حقیقی مومن صرف وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر سے لرز جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ کی آیات تلاوت کی جائیں تو ان کے ایمان بڑھ جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾③

''اے نبی ﷺ آپ کو اور آپ کے پیروکاروں کو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ﴾④

''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو وہی اس کے لیے کافی ہے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے فرمایا:

---

① سورة المائدة، آيت:۲۳
② سورة الانفال، آيت:۲
③ سورة الانفال، آيت:٦٤
④ سورة الطلاق، آيت:۳

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ ①

''ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے۔''

اسی طرح جب لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

[اِنَّ النَّاسَ قَدْجَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا] ②

''کافر آپ کے مقابلہ کے لیے جمع ہو چکے ہیں ان سے ڈرو، تو ان کا ایمان مزید بڑھ گیا'' اور کہنے لگے۔

[حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ] ③

''ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے۔'' ④

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ رکھنا دینی فریضہ ہے۔

② اللہ پر توکل ایمان کی شرائط میں سے ہے۔

③ اس باب میں سورۃ الانفال کی آیت کی تفسیر بیان ہوئی ہے۔

④ سورۃ الانفال کی آیت کی تفسیر میں آخری جملہ ''وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں'' ہے۔

⑤ سورۃ الطلاق کی آیت کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے۔

⑥ [حسبنا اللہ ونعم الوکیل] کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دو خلیلوں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکل اور پریشانی کے عالم میں یہی کلمہ پڑھا۔

---

① سورۃ آل عمران، آیت:۱۷۳ ② سورۃ آل عمران، آیت:۱۷۳

③ سورۃ آل عمران، آیت:۱۷۳

④ صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ آل عمران، حدیث:٤٥٦٣

باب:۳۴

کبھی اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہ رہو

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ﴾ ①

''کیا یہ لوگ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہیں۔اللہ کی تدبیر سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو خسارہ اٹھانے والے ہوں۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ﴾ ②

''اور گمراہ لوگ ہی اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا،اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا،اور اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہونا''③

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''سب سے بڑے گناہ یہ ہیں:اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا،اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہونا،اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا اور اللہ کے فضل سے مایوس ہونا۔''④

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں سورۃ الاعراف کی آیت کی تفسیر بیان ہوئی۔

---

① سورۃ الاعراف، آیت:۹۹

② سورۃ الحجر، آیت:۵۶

③ مسند البزار، حدیث:۱۰۶ ـ مجمع الزوائد:۱/۱۰۴

④ مصنف عبدالرزاق:۱۰/۴۵۹ ـ المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث:۸۷۸۳

② سورۃ الحجر کی آیت کی تفسیر بھی بیان کی گئی۔

③ اس باب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف رہنا، کبیرہ گناہ ہے۔

④ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

باب:۳۵

اللہ تعالیٰ کی تقدیر (Fate) پر صبر کرنا ایمان باللہ کا حصہ ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾ ①

''جو شخص اللہ پر ایمان لایا، اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے''

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں جناب علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس سے مراد وہ شخص ہے جسے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اسے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سمجھ کر اس پر راضی ہو اور دل سے اسے تسلیم کرلے۔'' ②

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگوں میں دو کام ایسے ہیں جو کفر ہیں: ایک تو کسی کے نسب پر طعن کرنا اور دوسرا: میت پر نوحہ کرنا۔'' ③

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص صدمے کے وقت چہرے پر ہاتھ، گریبان پھاڑے، اور جاہلیت والے بول بولے، وہ ہم میں سے نہیں۔'' ④

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ خیر خواہی کرنا چاہے تو اسے اس کے گناہوں

---

① سورۃ التغابن، آیت: ۱۱

② تفسیر ابن جریر الطبری: ۲۶۴۹۶

③ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن فی النسب، حدیث: ۶۷

④ صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب لیس منا من ضرب الخدود، حدیث: ۱۲۹۷۔
صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب تحریم ضرب الخدود وشق الجیوب والدعاء بدعوی الجاهلیة، حدیث: ۱۰۳

کی سزا دنیا ہی میں جلد دے دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ سختی کرنے کا ارادہ کرے تو اس سے اس کے گناہ کی سزا کو روک لیتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری پوری سزا دے گا۔''①

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

''بڑی آزمائش کی جزا بھی بڑی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو جن لوگوں سے محبت ہو وہ انہیں آزماتا ہے۔ جو شخص اس آزمائش پر راضی ہو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو شخص اس آزمائش پر ناخوش ہو، اللہ اس پر ناراض ہو جاتا ہے۔''②

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب میں سورۃ التغابن کی آیت کی تفسیر بیان ہوئی ہے۔

② اللہ تعالیٰ کے فیصلوں (تقدیر) پر صبر کرنا بھی اللہ پر ایمان لانے کا حصہ ہے۔

③ کسی کے نسب پر طعن کرنا کفریہ کام ہے۔

④ حدیث مبارکہ میں صدمہ کے وقت چہرے پر دوہتڑ مارنے، گریبان پھاڑنے اور جاہلیت کے بول بولنے کی مذمت اور ایسا کرنے والوں کے لیے سخت وعید بیان کی گئی ہے۔

⑤ اس باب میں مذکور ہے کہ اللہ اپنے بندے کے ساتھ کس طرح بھلائی کرتا ہے۔

⑥ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر سختی کا ارادہ کرے تو اس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔

⑦ اس باب میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی بندے سے محبت ہو تو اس کی علامت کیا ہے۔

⑧ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر ناخوش/ناراض ہونا حرام ہے۔

⑨ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آزمائشوں پر راضی ہونے کا بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔

---

① سنن الترمذي: كتاب الزهد، باب ماجاء في الصبر على البلاء، حديث: ٢٣٩٦

② سنن الترمذي: الزهد، باب ماجاء في الصبر على البلاء، حديث: ٢٣٩٦

باب:۳٦

ریا کاری (Hypocrisy) ایک مذموم عمل ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ اَحَدًا ﴾ ①

''اے پیغمبر ﷺ! ان لوگوں سے کہہ دیجیے کہ میں تو تم جیسا ایک انسان ہوں، البتہ میری طرف وحی کی جاتی ہے، اور سنو! تمہارا ایک ہی معبود ہے۔ پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو، اسے چاہیے کہ وہ اچھے اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث قدسی ان الفاظ میں مروی ہے: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میں تمام شرکاء سے بڑھ کر شرک سے مستغنی ہوں۔ جو شخص اپنے عمل میں میرے ساتھ غیر کو شریک کرے تو میں اسے اس کے شرک کے ساتھ چھوڑ دیتا ہوں۔'' ②

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کا مجھے تم پر مسیح دجال سے بھی زیادہ خوف ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ بات پوشیدہ شرک ہے یعنی کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو اور وہ اپنی نماز کو محض اس لیے سنوار کر پڑھے

① سورة الكهف، آيت: ١١٠

② صحيح مسلم: كتاب الزهد، باب الرياء، حديث: ٢٩٨٥

کہ کوئی شخص اس کو دیکھ رہا ہے۔"①

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں سورۃ الکھف کی آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کی گئی ہے کہ جو اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور شرک سے بچے۔

② نیک عمل میں اگر غیر اللہ کو ذرہ برابر بھی جگہ دے دی جائے تو سارے کا سارا عمل ضائع ہو جاتا ہے۔

③ اللہ کسی بھی قسم کے معاملے سے بے پرواہ ہے۔

④ ریاکاری کا عمل اس لیے ضائع ہو جاتا ہے کہ جس کو اللہ کے مقابلے میں راضی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اللہ کی ذات اس سے اعلیٰ اور بلند ترین ہے۔

⑤ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کے بارے میں بھی ریاکاری کا خدشہ لاحق رہتا تھا۔

⑥ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاکاری کی وضاحت میں فرمایا: کوئی آدمی نماز ادا کرتے ہوئے اس لیے خوب اچھے طریقے سے ادا کرے کہ اسے لوگ دیکھ رہے ہیں۔

---

① سنن ابن ماجه: كتاب الزهد، باب الرياء والسمعة، حديث: ٤٢٠٤

باب:۳۷

نیک عمل کر کے دنیا کی طلب رکھنا بھی شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ. اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾①

''جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہیں ہم دنیا میں ہی انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دے دیتے ہیں، اور اس میں کوئی کمی نہیں کی جاتی، ان کے لیے آخرت میں آگ ہوگی۔ انہوں نے اس دنیا میں جو کچھ بھی کیا وہ سب ضائع ہو گیا اور جو بھی انہوں نے عمل کیا وہ سب کا سب برباد ہو گیا''

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''درہم و دینار کا پجاری ہلاک ہو گیا، چادر و کمبل کا پجاری بھی ہلاک ہو گیا، یہ چیزیں اگر اسے مل جائیں تو وہ خوش ہے اور اگر نہ ملیں تو ناراض۔ یہ برباد ہو چکا، ذلیل و خوار ہو چکا۔ اسے اگر کانٹا چبھ جائے تو کوئی نہیں نکالے گا۔ (اس کے برعکس) وہ شخص سعادت مند ہے جو اللہ کی راہ میں گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہو اس کے بال بکھرے اور پراگندہ ہوں اور اس کے پاؤں غبار آلود، اگر اسے (مجاہدین کے) پہرے پر بٹھایا جائے تو وہ پہرہ دے، اور اگر اسے ان کے پیچھے مقرر کیا جائے تو وہاں ذمہ داری اور جانثاری کا مظاہرہ کرے۔ وہ اجازت مانگے تو اسے اجازت نہ ملے، کسی کے حق میں سفارش کرے تو قبول نہ ہو''②

---

① سورۃ ھود، آیت: ۱۵، ۱۶

② صحیح بخاری: کتاب الجهاد، باب الحراسة فی الغزو فی سبیل الله، حدیث: ۲۸۸۷

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یہ بات انسان کے لیے قابل مذمت ہے کہ وہ آخرت کی بجائے دنیا اور اس کی آسائشوں کا طلبگار ہو۔

② سورۃ ہود کی آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

③ حدیث مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ انسان کو دولت کا پجاری کہا جا سکتا ہے۔

④ انسان دولت کا ایسا پجاری ہے کہ اگر اسے مل جائے تو یہ بہت خوش ہے اور اگر نہ ملے تو بہت ناراض ہوتا ہے۔

⑤ حدیث مبارکہ میں ذکر ہونے والی صفات کے حامل مجاہد کی بہت عظمت ہے۔

باب:۳۸

علماء کے کہنے پر اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام اور حرام کردہ کو حلال سمجھنا، شرک ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''ایسا نہ ہو کہ تم پر آسمان سے پتھر برسیں کہ میں تمہیں اللہ نبی ﷺ کا فرمان سناتا ہوں اور تم مجھے (اس کے مقابل) جناب ابوبکرؓ اور جناب عمرؓ کا فرمان بتاتے ہو'' ①

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو حدیث کی سند اور متن کے صحیح ثابت ہونے کا علم ہونے کے باوجود سفیان ثوری کی رائے پر عمل کرتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''رسول اللہ کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ ان پر فتنہ یا عذاب آ سکتا ہے''

فتنے سے مراد ''شرک ہے'' ممکن ہے جو آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو چھوڑ دے اس کے دل میں کجی آ جائے۔ اور وہ ہلاک ہو جائے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو یہ آیت تلاوت فرماتے ہوئے سنا:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ②

''انہوں (عیسائیوں) نے اپنے علماء اور مذہبی پیشواؤں اور عیسیٰ بن مریم کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔ حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور وہ ان تمام شریکوں سے پاک ہے جن کو یہ لوگ اس کے

① مسند احمد بن حنبل: ۱/ ۳۳۷

② سورۃ التوبۃ، آیت: ۳۱

شریک بناتے ہیں''

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ (چونکہ پہلے عیسائی تھے) کہنے لگے: ہم ان علماء اور بزرگوں کی عبادت تو نہیں کرتے تھے۔ (پھر قرآن نے کیوں کہا کہ ہم عیسائیوں نے ان کو رب بنا لیا؟) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم لوگ اللہ کی حلال کردی چیزوں کو اپنے ان بزرگوں کے کہنے پر حرام اور حرام چیزوں کو حلال نہیں بنا لیتے تھے؟'' حضرت عدی نے فرماتے ہیں میں نے کہا: جی ہاں، ایسا تو ہم کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: یہی تو ہے ان کو اپنا رب بنا لینا۔ (1)

جواہر پارے: (Extracted Juice)

(1) اس باب میں سورۃ النور کی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے جس میں اللہ کے رسول کی نافرمانی سے ڈرایا گیا ہے۔

(2) سورۃ التوبہ کی آیت کی روشنی میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ عیسائیوں کے اپنے بزرگوں کو رب بنا لینے کا کیا مفہوم ہے۔

(3) اس باب سے عبادت کا مفہوم بھی واضح ہوتا ہے کہ عبادت صرف سجدہ وغیرہ سے ہی نہیں بلکہ بزرگوں کے کہنے پر اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام اور حرام کردہ چیز کو حلال بنا لینا بھی ان کی عبادت کرنا ہی ہے، اسی لیے ایسا کرنا شرک ہے۔

(4) اس باب کے مطالعہ سے ایک یہ بات بھی واضح ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات کے مقابلہ میں کسی کی ذات کو پیش نہیں کیا جا سکتا، خواہ اس کا مقام کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو۔ جس طرح کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ کے نبی اکرم ﷺ کی ذات کے مقابل حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی بات اور ذات کو پیش کرنا ناپسند فرمایا ہے۔

(1) سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ التوبۃ، حدیث: ٣٠٩٥

⑤ قابل غور بات یہ ہے کہ اس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اپنے میں سے اہل علم کی عبادت کرتے تھے جبکہ آج کے اس جدید اور تعلیم یافتہ دور میں ایسے حالات ہیں کہ ایسے بھی لوگوں کی اللہ کے مقابل پوجا کی جاتی ہے جو بالکل عالم نہ تھے بلکہ بعض تو ایسے ہیں کہ صالح بھی نہ تھے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ اہل علم اور نیک لوگوں کی عبادت کی جاسکتی ہے، جاہل اور برے لوگوں کی نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہمارے معاشرے کی بدحالی یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے مقابل اہل علم کی عبادت کرتے تھے ان کو اللہ نے اپنے نافرمان اور مشرک اور ناقابل معافی قرار دیا ہے تو آج کا مسلمان کیوں ان عیسائیوں سے بھی بدتر اور گرا ہوا ہے۔ عبادت صرف اللہ کی کرنی چاہیے اس کے مقابل کسی کی عبادت نہیں چاہے کوئی ان پڑھ ہو یا عالم۔

باب:۳۹

بعض ایمان کے دعوے داروں کی حقیقت کچھ اور ہی ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ آمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْا اَنْ يَكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا. وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا. فَكَيْفَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا اِحْسَانًا وَ تَوْفِيْقًا ﴾ ①

''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو کتاب آپ پر نازل ہوئی اور جو کتابیں پہلے نازل ہوئیں، ان تمام پر ایمان رکھتے ہیں، مگر چاہتے ہیں کہ اپنے مقدمات طاغوت کی طرف لے جا کر فیصلہ کرائیں، حالانکہ انہیں ان سب کاموں کا انکار کرنے سے کا حکم دیا گیا ہے۔ شیطان تو انہیں گمراہ کر دینا چاہتا ہے۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی اور اللہ کے رسول کی طرف آؤ، تو آپ دیکھتے ہیں کہ منافق آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں۔ اور پھر جب ان پر کوئی مصیبت آن پڑے تو آپ کے پاس آ کر قسمیں اٹھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ تو صرف اچھائی اور صلح کرانے کا تھا''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

① سورۃ النساء، آیت: ۶۰ تا ۶۲۔

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ﴾①

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ، تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرتے ہیں''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا﴾②

''اور زمین میں اصلاح (امن) ہو جانے کے بعد فساد نہ پھیلاؤ''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوْقِنُوْنَ﴾③

''کیا یہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے لیے اللہ سے بڑھ کر کوئی بہتر فیصلہ کرنے والا نہیں''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے اس وقت تک کوئی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی تمام خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں''④

شعبی کہتے ہیں کہ ایک منافق اور یہودی کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ یہودی جانتا تھا کہ محمد رشوت نہیں لیتے، اس نے کہا کہ ہم یہ معاملہ محمد (ﷺ) کی عدالت میں پیش کریں گے اور منافق جانتا تھا کہ یہودی رشوت لیتے ہیں، اس نے کہا کہ ہم یہ معاملہ یہود کے ہاں لے جائیں گے۔ آخر کار اس معاملے کا فیصلہ جہینہ کے ایک آدمی سے کرانے پر اتفاق ہو گیا۔ تو اس موقع پر سورۃ النساء کی مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی:

---

① سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۱
② سورۃ الاعراف، آیت: ۵۶
③ سورۃ المائدۃ، آیت: ۵۰
④ [illegible] لامام بخاری، صفحہ ۳۸، حدیث: ۵۵ [illegible]

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ آمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ ﴾[1]

بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ دو آدمیوں (یہودی اور منافق) کا آپس میں جھگڑا ہو گیا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم یہ مقدمہ محمد (ﷺ) کی عدالت میں پیش کریں گے اور دوسرے نے کہا کہ نہیں! ہم یہ معاملہ کعب بن اشرف یہودی کے ہاں پیش کریں گے۔ چنانچہ وہ دونوں جناب عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یہودی نے سارا ماجرہ بیان کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کا سر قلم کر دیا جس نے فیصلہ کعب بن اشرف یہودی کے پاس لیجانا چاہا تھا۔ تب سورۃ النساء کی مذکورہ آیت نازل ہوئی۔[2]

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① سورۃ النساء کی آیت کے حوالہ سے طاغوت کی وضاحت اس باب میں بیان کی گئی ہے۔
② سورۃ البقرہ کی آیت کی بھی تفسیر ذکر کی گئی ہے۔
③ سورۃ اعراف کی آیت کی تفسیر بھی ذکر ہوئی ہے۔
④ سورۃ المائدۃ کی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔
⑤ جناب شعبی کی بیان کردہ تفسیر بیان کی گئی، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات ہی بہتر فیصلہ کرنے والی ہے۔
⑥ اس باب کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحیح معنوں میں ایمان والا کون ہے اور بے ایمان کون؟ طاغوت اور باطل سے اپنے فیصلے کرائے وہ کبھی ایمان والا نہیں ہوسکتا۔
⑦ منافق کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو سلوک کیا اس میں بھی نصیحت ہے۔
⑧ حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ جب تک انسان کی تمام تر خواہشات اللہ کے نبی کے لائے ہوئے دین اور شریعت کے تابع نہ ہو جائیں تب تک وہ صحیح اور کامل مومن نہیں ہوسکتا۔

---

① [illegible]
② تفسیر الدر المنثور: ۲/ ۳۲۰

باب:۴۰

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات (Name & Attributes) کا انکار کرنا کفر ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ هُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّي لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابِ﴾ ①

''اور جو لوگ رحمٰن نہیں مانتے آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ وہی تو میرا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں، اور وہی میری پناہ گاہ ہے''

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: ''لوگوں کو وہی باتیں بتایا کرو جنہیں وہ سمجھ سکیں (ان کی سمجھ اور شعور سے بالاتر باتیں بتا کر) کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے'' ②

حضرت ابن عباسؓ نے ایک آدمی کو دیکھا جسے صفات الٰہیہ کے بارے حدیث سن کر کپکپی طاری ہوئی گویا کہ اسے بات پسند نہیں آئی یا اس نے اس بات کو عجیب محسوس کیا، آپؓ نے فرمایا: ان لوگوں کا ڈرنا بھی عجب ہے کہ اللہ کی محکم آیات سن کر ان کے بدنوں پر کپکپی طاری ہوجاتی ہے اور متشابہ آیات سن کر (ان کا انکار کرنے کی وجہ سے) ہلاک ہوجاتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیت تب اتری جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے سامنے رحمٰن کا ذکر کیا اور انہوں نے اس کو جھٹلا دیا۔ ③

---

① سورۃ الرعد، آیت: ۳۰

② صحیح بخاری: کتاب العلم، باب من خص بالعلم قوما... حدیث: ۱۲۷

③ تفسیر ابن جریر

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات یا ناموں کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

② سورۃ الرعد کی آیت کی تفسیر اس باب میں بیان کی گئی ہے۔

③ سامعین کے شعور سے بالاتر بات ان کے سامنے ذکر نہیں کرنی چاہیے۔

④ جب بات اس کی سمجھ میں ہی نہ آئے گی تو نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے دل میں کفریہ خیالات پیدا ہوتے رہیں گے۔

⑤ حضرت ابن عباس کے فرمان سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنے والا ہلاکت کا شکار ہو جاتا ہے۔

باب:۴۱

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ①

''یہ لوگ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر بھی انکار کرتے ہیں ان میں اکثر ناشکرے ہیں''

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں جناب مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بندے کا یہ کہنا کہ یہ مال تو مجھے میرے باپ دادا کی جائیداد سے ملا ہے، اللہ کی نعمت کا انکار اور ناشکری کرنا ہے۔ ②

ابن قتیبہ کہتے ہیں: لوگوں کا یہ کہنا کہ یہ جائیداد ہمارے معبودوں کی وجہ سے ہمیں ملی ہے، اللہ کی نعمت کا انکار کرنا ہے۔ ③

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے زید الجہنی سے مروی ایک حدیث بیان کی ہے:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آج میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لے آئے ہیں اور کچھ کافر ہوگئے ہیں'' ④

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: کتاب وسنت میں یہ بات بے شمار مقامات پر مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو لوگ اللہ کی دی ہوئی نعمت کو غیروں کی طرف منسوب کردیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اس بات کی وضاحت کے لیے بعض اہل علم نے یہ مثال بیان کی ہے: جس طرح

---

① سورۃ النحل، آیت: ۸۳

② تفسیر ابن جریر الطبری

③ تفسیر ابن جریر الطبری

④ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب یستقبل الامام الناس اذا سلم، حدیث: ۸۴۶ و صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء، حدیث: ۷۱

لوگ کہتے ہیں: ہوا بہت اچھی تھی۔ کشتی کا ملاح تجربہ کار اور ماہر تھا (ورنہ کشتی ڈوب جاتی) وغیرہ وغیرہ۔ ایسے تمام کلمات ادا کرنے سے اللہ کے احسانوں کا انکار لازم آتا ہے۔[1]

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کا انکار کس طرح ہوتا ہے۔

② اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور نعمتوں کے انکار کی جو صورت ابن تیمیہ کے قول میں مذکور ہے، عموماً لوگ اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔

③ اس طرح کی باتیں کرنے کا مطلب اللہ کی نعمتوں کا انکار ہے جو کہ کفر ہے۔

④ ایک دل میں اللہ کی نعمتوں اور احسانوں کا انکار و اقرار جمع نہیں ہو سکتے۔

---

① فتاوی ابن تیمیہ: ۸/ ۳۳

باب:۴۲

مخفی شرک کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ ①

''تم اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ جبکہ تم جانتے بھی ہو (کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے)''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''انداد، سے، مراد شرک ہے، جو اس چیونٹی سے بھی زیادہ مخفی ہے جو رات کے اندھیرے میں سیاہ پتھر پر چلتی ہے۔ مثلاً یوں کہنا: ''اللہ کی اور تیری زندگی کی قسم'' یا ''میری جان کی قسم'' یا ''اگر یہ کتا نہ ہوتا تو ہمیں چور لوٹ کر چلے جاتے'' یا ''اگر گھر میں بطخ نہ ہوتی تو ہمیں چور آ لیتے'' یا ''وہی ہوگا جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں گے'' یا ''اگر اللہ نہ ہوتا اور فلاں نہ ہوتا تو...'' اس طرح کی تمام باتیں شرک ہیں (اسے مخفی شرک کہتے ہیں) تم اس طرح کی بات کرتے ہوئے اللہ کی ذات کے سوا کسی کا ذکر نہ کرو۔'' ②

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے اللہ کے سوا کسی اور کی قسم اٹھائی، اس نے کفر کیا (یا آپ نے فرمایا کہ اس نے) شرک کیا'' ③

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میرے نزدیک غیر اللہ کی سچی قسم اٹھانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم اٹھا لینا

---

① سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۲

② تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۹۴

③ سنن الترمذی: کتاب الایمان، باب ما جاء ان من حلف بغیر اللہ فقد اشرک، حدیث: ۱۵۳۵

بہتر ہے۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس طرح مت کہو: جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے (وہی ہوگا) بلکہ اس طرح کہا کرو: جو صرف اللہ چاہے اور پھر جو فلاں چاہے (وہ ہوگا)"②

جناب ابراہیم نخعی اس طرح کہنا بہت برا جانتے تھے. میں اللہ تعالیٰ کی اور تمہاری پناہ چاہتا ہوں۔ البتہ اس طرح کہنا جائز سمجھتے تھے: میں اللہ تعالیٰ کی اور پھر تمہاری پناہ چاہتا ہوں۔ اور فرمایا کرتے تھے: "اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا اور فلاں نہ ہوتا" کہنا غلط اور ناجائز ہے جبکہ "اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا اور پھر فلاں نہ ہوتا" کہنا جائز ہے۔③

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں "انداد" کی وضاحت کی گئی ہے۔

② صحابہ کرام شرک اکبر سے متعلق آیات کی تفسیر میں شرک اصغر کی وضاحت بھی کرتے تھے۔

③ اللہ کے سوا کسی اور کی قسم اٹھانا شرک بلکہ کفر ہے۔

④ اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم اٹھانا گناہ ہے لیکن غیر اللہ کی قسم (چاہے سچی ہو) اٹھانا اس سے کہیں زیادہ بڑا گناہ ہے۔

⑤ اس بات کی وضاحت بھی اس باب کے مطالعہ سے ہوتی ہے (عربی میں) "و" اور "ثم" کے معنوں میں فرق ہے۔

---

① المعجم الکبیر للطبرانی: ۹/ ۱۸۳، حدیث: ۸۹۰۲

② سنن ابی داؤد: کتاب الادب، باب لا یقال خبثت نفسی، حدیث: ۴۹۸۰

③ کتاب الصمت لابن ابی الدنیا: ۳۴۷

باب:۴۳

اللہ تعالیٰ کی قسم کو کافی نہ سمجھنے والے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’تم اپنے باپ دادا کی قسمیں نہ اٹھایا کرو، جو انسان اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائے اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی سچی قسم اٹھائے، اور جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائی جائے اسے چاہیے کہ اسے تسلیم کرے اور جو اسے تسلیم نہ کرے اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں‘‘۔①

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ باپ دادا کی قسمیں اٹھانا منع ہے۔

② اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے لیے اٹھائی جائے اسے چاہیے کہ اس پر راضی ہو جائے اور معاملہ اللہ کی سپرد کردے۔

③ جو اللہ کی قسم پر مطمئن نہ ہو وہ سمجھ لے کہ اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

---

① سنن ابن ماجه: كتاب الكفارات، باب من حلف له بالله فليرض، حديث: ٢١٠١

باب:۴۴

جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں (وہی ہوگا)، کہنے کا حکم

حضرت قتیلہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''ایک یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: تم لوگ شرک کرتے ہو، کیونکہ تم کہتے ہو''جو اللہ چاہے اور جو تم چاہو'' اور تم اس طرح بھی کہتے ہو:''کعبہ کی قسم'' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ کعبہ کی قسم نہ اٹھایا کریں بلکہ رب کعبہ کی قسم اٹھایا کریں اور اس طرح نہ کہا کریں کہ جو اللہ چاہے اور جو تم چاہو، بلکہ اس طرح کہا کریں: جو اللہ چاہے اور پھر جو تم چاہو۔''①

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ماشاء اللہ وشئت (وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور آپ چاہیں گے) تو آپ نے فرمایا: تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟ صرف اتنا کہو ماشاء اللہ (وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا)۔''②

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے مادری بھائی طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:''میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا گزر یہود کی ایک جماعت کے پاس سے ہوا۔ میں نے ان سے کہا: تم اچھے لوگ ہو اگر تم عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ کہو، تو انہوں نے جواباً کہا: تم بھی اچھے ہو اگر تم ماشاء اللہ وشاء محمد (وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور محمد چاہیں) نہ کہو، اس کے بعد میرا گزر عیسائیوں کے ایک گروہ کے پاس سے ہوا۔ میں نے ان سے کہا: تم اچھے لوگ ہو اگر تم عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ کہو۔ انہوں نے جواباً کہا: تم بھی اگر ماشاء اللہ وشاء محمد نہ کہو تو بہت اچھے ہو۔ صبح ہوئی تو میں

---

① سنن النسائي: كتاب الايمان والنذور، باب الحلف بالكعبة، حديث: ٣٨٠٤

② عمل اليوم والليلة للنسائي، حديث: ٩٨٨، ومسند احمد بن حنبل: ١/٢١٤

نے کچھ لوگوں سے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر آپ سے ساری بات بیان کی۔ آپ نے مجھ سے پوچھا: تم نے اس خواب کا کسی سے ذکر کیا ہے؟ میں عرض کیا جی ہاں۔ آپ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

> اما بعد: طفیل نے خواب دیکھا ہے اور اس نے تم میں سے بعض لوگوں کے سامنے اس کو بیان بھی کیا ہے۔ تم ایک جملہ بولتے ہو تمہیں اس سے روکنے میں مجھے ہچکچاہٹ رہی۔ تم ماشاء اللہ وشاء محمد (وہی ہوگا جو اللہ اور محمد چاہیں گے) نہ کہا کرو۔ بلکہ صرف ماشاء اللہ (وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا) کہا.................. ؟؟؟؟①

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے یہودی شرک اصغر سے واقف تھے۔

② اگر انسان کی چاہت ہو تو حق اور باطل میں تمیز اس کی سمجھ میں آ سکتی ہے۔

③ کہنے والے نے "ماشاء اللہ وشئت" کہا تو نبی اکرم ﷺ نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا۔ تو جو شخص یوں کہے "مالی من الوذ بہ سواک"② (یا رسول اللہ) آپ کے سوا کوئی ہستی نہیں جس کی میں پناہ لے سکوں۔ اس بات کے شرک اور کہنے والے کے مشرک ہونے میں کیا شک ہے؟ یا کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کو پکارتے ہوئے کہے اے امام الانبیاء! میرا تو صرف آپ ہی پر بھروسہ ہے۔ آپ ہی میرا سہارا ہیں کیونکہ آپ کے علاوہ کوئی بھی میری تنگی کو آسانی میں نہیں بدل سکتا۔ اس قسم کی باتیں بلاشبہ شرک ہیں۔

---

① سنن ابن ماجہ: کتاب الکفارات، باب النہی ان یقال ماشاء اللہ وشئت، حدیث: ۲۱۱۸

② یہ قصیدہ بردہ کے اشعار میں سے ہے۔ اس قصیدہ میں بہت سا کلام شرکیہ ہے، اس میں عقیدہ توحید کا چنداں اہتمام ملحوظ نہیں رکھا گیا۔

④ ماشاء اللہ وشئت وغیرہ کلمات اگرچہ نامناسب اور شرک اصغر ہیں تاہم شرک اکبر نہیں۔ ورنہ آپ بہت پہلے ان سے روک دیتے۔

⑤ اچھا خواب وحی کی ایک قسم ہے۔

⑥ اچھا خواب بسا اوقات بعض احکام کی مشروعیت کا سبب بن جاتا ہے۔

باب:۴۵

زمانے کو گالی دینا اور برا بھلا کہنے کا مطلب اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانا ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَقَالُوْا مَاهِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ وَمَالَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴾[1]

''اور وہ کہتے ہیں ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے۔ ہم یہاں مرتے اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہمیں مار دیتا ہے۔ وہ حقیقت سے ناواقف ہیں۔ وہ ایسا گمان ہی کرتے ہیں۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ابن آدم زمانے کو گالی دے کر مجھے ایذا پہنچاتا ہے کیونکہ (درحقیقت) میں ہی زمانہ ہوں دن اور رات کو میں ہی تبدیل کرتا ہوں۔''[2]

ایک اور روایت میں ہے۔ ''زمانہ کو برا بھلا مت کہو کیونکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔''[3]

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① ان احادیث میں زمانے کو گالی دینے اور برا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے۔

---

① سورۃ الجاثیۃ، آیت:۲۴

② صحیح بخاری: کتاب التفسیر، سورۃ حم الجاثیۃ، باب وما یھلکنا الا الدھر، حدیث:۴۸۲۶۔
صحیح مسلم: کتاب الالفاظ من الادب، باب النھی عن سب الدھر ۲۲۴۶

③ صحیح مسلم: کتاب الالفاظ من الادب، باب النھی عن سب الدھر ۲۲۴۶

② باب میں مذکور حدیث قدسی میں زمانے کو برا بھلا کہنا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

③ اہم ترین جملہ | فان الله هو الدهر | ہے۔(اللہ ہی زمانہ ہے)

④ انسان کو گالی گلوچ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

باب:۴۶

شہنشاہ، قاضی القضاۃ

(Judge of Judges) وغیرہ کہنے کی شرعی حیثیت

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے گھٹیا اور ناپسندیدہ نام اس شخص کا ہے جو خود کو ''ملك الاملاك'' شہنشاہ (بادشاہوں کا بادشاہ) کہلاتا ہے۔ کیونکہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی بادشاہ نہیں''①

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے ''ملك الاملاك'' کا ترجمہ ''شہنشاہ'' کیا ہے۔

دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: ''(جو خود کو شہنشاہ کہلاتا ہے) قیامت کے روز سب سے زیادہ اللہ کے غضب اور غصے کا مستحق اور سب سے بڑا خبیث ہوگا''②

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ''ملك الاملاك'' یعنی بادشاہوں کا بادشاہ، شہنشاہ کہلوانا منع ہے۔

② اسی طرح ہر اس لفظ کے ساتھ اپنا نام رکھنا جو ''ملك الاملاك'' کے معنوں یا اس کے مفہوم میں آتا ہے، منع ہے۔

---

① صحیح بخاری: کتاب الادب، باب ابغض الاسماء الی اللہ، حدیث: ۶۲۰۶۔ صحیح مسلم کتاب الادب، باب تحریم التسمی بملك الاملاك، حدیث: ۲۱۴۳

② صحیح مسلم: کتاب الادب، باب تحریم التسمی بملك الاملاك، حدیث: ۲۱۴۳

④ ان الفاظ اور ناموں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

⑤ اس قسم کے اسماء اور القاب سے صرف اللہ تعالیٰ کی شان وشوکت کی عظمت کے پیش نظر منع کیا گیا ہے۔

باب:۴۷

اسماء حسنیٰ کی تعظیم اور ان کی تعظیم میں کسی نام کی تبدیلی کرنا

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری کنیت ''ابوالحکم'' تھی، نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''حکم، اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور حُکم بھی اسی کا نافذ ہوتا ہے۔ میں نے کہا: آقا! میری قوم میں جب کوئی جھگڑا ہو تو وہ میرے پاس آتے ہیں اور میں ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اس پر دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ بہت اچھی بات ہے۔ پھر فرمایا: تمہارے بیٹوں کے کیا نام ہیں؟ میں نے کہا: شریح، مسلم اور عبداللہ۔ آپ نے پوچھا: ان میں سب سے بڑا کون ہے؟ میں نے کہا: شریح، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو آج سے تمہاری کنیت ابوشریح ہے۔''[1]

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کا احترام کرنا لازمی ہے۔ اگرچہ دوسروں کے لیے یہ نام استعمال کرتے وقت معنی مقصود وہ نہ بھی ہو۔

② اللہ تعالیٰ کے ناموں کے احترام کے پیش نظر غلط اور شرکیہ ناموں کو تبدیل کر دینا ضروری ہے۔

③ کنیت کے لیے سب سے بڑے بیٹے کا انتخاب کرنا مستحب ہے۔

---

① سنن ابی داؤد: کتاب الادب، باب تغییر الاسم القبیح، حدیث: ٤٩٥٥

باب:۴۸

اللہ تعالیٰ، نبی اکرمؐ اور قرآن کا مذاق اڑانے والے کا حکم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾ [1]

''اگر آپ ان سے پوچھیں (تم کیا باتیں کر رہے ہو) تو کہیں گے: ہم تو یوں ہی بات چیت اور گپ شپ کر رہے تھے، آپ ان سے کہہ دیں کہ اپنی گپ شپ میں اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے ہو؟''

حضرت عبداللہ بن عمرؓ، محمد بن کعب، زید بن اسلم اور قتادہ سے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر ایک منافق نے کہا: ہم نے پیٹ کے پجاری، جھوٹے اور میدان جنگ میں بزدل ان علم والوں سے بڑھ کر کوئی اور نہیں دیکھا۔ اس کا اشارہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے قاری صحابہ تھے، حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا اور پکا منافق ہے۔ میں تیری یہ بدزبانی نبی اکرمؐ تک ضرور پہنچاؤں گا، چنانچہ جناب عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے تو ان کے آنے سے پہلے ہی وحی نازل ہو چکی تھی۔ وہ منافق بھی آپ سے معذرت کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں آ پہنچا تھا، آپ اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہو چکے تھے، تو اس نے کہا: اللہ کے نبی! ہم تو ایسی بات محض دل بہلانے کے لیے کر رہے تھے تاکہ سفر میں بوریت نہ ہو، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ منظر آج بھی میری نظروں کے سامنے ہے کہ وہ منافق

---

[1] سورۃ التوبۃ: 65

آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے کجاوے کی رسی کے ساتھ چمٹا ہوا تھا اور پتھر اس کے پاؤں سے ٹکرا رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا کہ ہم ایسی باتیں محض دل لگی اور گپ شپ کے طور پر کر رہے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

﴿ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ. لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ﴾ ①

"کیا تمہاری گپ شپ میں اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول کی بے ادبی اور مذاق ہی ہے؟ تم بہانے نہ بناؤ، یقیناً تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے"

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس منافق کی طرف دیکھ رہے تھے اور نہ ان الفاظ کے علاوہ کچھ کہتے تھے۔ ②

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب کے مطالعہ سے واضح ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب اور اس کے رسول کا مذاق اڑائے وہ کافر ہے۔

② سورۃ التوبۃ کی آیت کی تفسیر کے مطابق ایسا کرنے والا کوئی بھی ہو کافر ہے۔

③ اللہ اور رسول کے لیے اخلاص اور چغلی کے درمیان فرق بھی واضح ہوا۔

④ اللہ اگرچہ عفو درگزر کو پسند کرتا ہے لیکن اللہ کے دشمنوں سے سختی ضروری ہے۔

⑤ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ بعض عذر ناقابل قبول ہوتے ہیں۔

---

① سورۃ التوبۃ، آیت: ٦٥، ٦٦

② تفسیر ابن جریر الطبری

باب:۴۹

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری، تکبر کی علامت اور کبیرہ گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَئِنْ أَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هٰذَا لِي وَمَآ أَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلٰى رَبِّيٓ إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنٰى فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴾ ①

''اگر ہم اس کو تکالیف کے بعد نعمت سے نوازتے ہیں تو کہتا ہے: یہ تو میرا حق تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے۔ اور اگر میں واقعی اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا تو وہاں بھی میرے لیے خوشحالی ہوگی۔ کفر کرنے والوں کو ہم ضرور بتائیں گے کہ وہ کیا کچھ عمل کرتے رہے ہیں اور انہیں بہت سخت عذاب دیں گے''

مفسر قرآن مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''هذا لی'' کا مطلب ''هذا بعملی و انا محقوق به'' ہے۔ یعنی یہ میری ہی کاوش کا نتیجہ ہے اور میں اس کا حقدار بھی ہوں۔ ②

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب ہے ''یہ سب میری اپنی محنت اور کاوش ہے'' اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُ عَلٰى عِلْمٍ عِندِيٓ ﴾ ③

''(قارون نے کہا) مجھے یہ سب کچھ میرے اپنے علم وفہم کی وجہ سے ملا ہے''

اور اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں جناب قتادہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب ہے کہ اس قارون

---

① سورۃ فصلت، آیت: ۵۰

② تفسیر ابن جریر الطبری

③ سورۃ القصص، آیت: ۷۸

نے کہا: یہ مال و دولت مجھے میرے تجربے اور علم کی وجہ سے ملا ہے۔ ①

بعض اہل علم نے اس آیت کی تفسیر یوں کی ہے: وہ کہتا تھا کہ یہ مال و دولت مجھے اس لیے ملا ہے کہ میں اپنے علم اور فن کی وجہ سے اللہ کے ہاں اس کا حقدار تھا۔ ②

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے، جن میں سے ایک پھلبہری والا، دوسرا گنجا اور تیسرا نابینا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف آزمائش کی غرض سے ایک فرشتہ بھیجا، وہ فرشتہ پھلبہری والے کے پاس آیا اور کہنے لگا: تجھے کس چیز کی ضرورت ہے، اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میرا رنگ اچھا اور جلد خوبصورت ہو، میری بیماری کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری ختم ہوگئی اور اس کا جسم خوبصورت ہوگیا، پھر فرشتے نے پوچھا: تجھے کونسا مال پسند ہے؟ اس نے کہا اونٹ، چنانچہ اسے حاملہ اونٹنی دے دی گئی۔ اور فرشتے نے اس کے مال میں برکت کی دعائی اور چلا گیا۔ اس کے بعد وہ گنجے کے پاس آیا اور اسے کہا کہ تجھے کس چیز کی ضرورت ہے؟ اس نے کہا: میں پسند کرتا ہوں کہ میرے خوبصورت بال ہوں، گنجے پن کی بیماری ختم ہوجائے، فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری ختم ہوئی اور اس کے سر پر خوبصورت بال اُگ آئے۔ فرشتے نے پوچھا: تجھے کونسا مال پسند ہے؟ اس نے کہا: گائے، تو اسے ایک حاملہ گائے دے دی گئی۔ اور فرشتے نے اس کے مال میں برکت کی دعا کی۔

اس کے بعد فرشتہ نابینے کے پاس آیا اور کہا: تجھے کیا چاہیے؟ اس نے کہا: اللہ میری بینائی مجھے لوٹا دے تاکہ میں بھی دیکھ سکوں، فرشتے نے اسے ہاتھ پھیرا اور اس کو بینائی مل گئی

---

① تفسیر الدر المنثور: ٦/ ٤٤٠

② تفسیر ابن جریر الطبری

فرشتے نے پوچھا: تجھے کونسا مال پسند ہے؟ تو اس نے کہا: بکریاں۔ اسے ایک حاملہ بکری دے دی گئی۔

کچھ عرصہ بعد اونٹنی، گائے اور بکری نے خوب بچے جنے (ان کے مال میں بہت اضافہ اور برکت ہوگئی) چنانچہ پھلبہری والے کے پاس اونٹوں، گنجے کے پاس گائیوں، اور نابینے کے پاس بکریوں کا میدان بھر گیا۔

پھر وہ فرشتہ پھلبہری والے کے پاس اس کی پہلی شکل وصورت میں آیا، اور کہنے لگا: میں مسکین اور مسافر آدمی ہوں میرا زادراہ ختم ہو چکا ہے، اللہ کی مدد یا پھر آپ کے تعاون کے بغیر منزل پر پہنچنا ناممکن ہے۔ جس اللہ نے آپ کو خوبصورت جسم اور مال و دولت سے نوازا ہے اس کے نام پر ایک اونٹ مانگتا ہوں تاکہ میں آسانی سے سفر کر سکوں۔ اس آدمی نے کہا: میری ضرورتیں بہت زیادہ ہیں، میں تمہیں اونٹ نہیں دے سکتا۔ فرشتے نے کہا: میں تجھے جانتا ہوں، تو پھلبہری والا نہ تھا؟ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے۔ تو انتہائی غریب تھا، اللہ تعالیٰ نے تجھے مال عطا کیا، اس نے کہا: یہ مال تو مجھے باپ دادا کی وراثت سے ملا ہے۔ فرشتے نے کہا: اگر تو اس بات میں جھوٹا ہے تو اللہ تجھے پہلے جیسا کر دے۔

پھر فرشتہ گنجے کے پاس اس کی پہلی شکل وصورت میں آیا۔ اور اسے بھی وہی کچھ کہا جو پھلبہری والے سے کہا تھا۔ اور اس نے بھی اسی کی طرح جواب دیے، فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے پہلے جیسا کر دے۔

پھر وہ فرشتہ نابینے کے پاس اس کی پہلی شکل وصورت میں آیا۔ اور کہا: میں ایک مسافر، مسکین آدمی ہوں، میرا زادراہ ختم ہو چکا ہے۔ اللہ کی مدد یا پھر آپ کے تعاون کے بغیر اپنی منزل تک پہنچنا ناممکن ہے۔ جس اللہ نے تمہیں بینائی عطا کی اس اللہ کے نام پر ایک بکری مجھے دے دو۔ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی عطا کی، اس کے نام پر تم

جتنا مال چاہو لے جاؤ اور جتنا چاہو چھوڑ جاؤ۔ میں تمھارا ہاتھ نہیں روکوں گا۔ فرشتے نے کہا: اپنا مال اپنے پاس ہی رکھو، تمہارا امتحان لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی اور تیرے دوسرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہو گیا ہے۔''[1]

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں سورۃ فصلت کی آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

② ''یہ تو میرا حق تھا'' کی تفسیر اور وضاحت بھی کی گئی ہے۔

③ قارون کے قول ''یہ مال تو مجھے میرے علم کی وجہ سے دیا گیا ہے'' کی وضاحت بھی کی گئی۔

④ حدیث مبارکہ میں بیان کیے گئے تین آدمیوں کے واقعہ کو بیان کر کے اللہ کی نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری پر تنبیہ کی گئی ہے۔

---

① صحیح بخاری: کتاب الانبیاء، باب حدیث ابرص و اعمی و اقرع فی بنی اسرائیل، حدیث: ٣٤٦٤۔ صحیح مسلم: کتاب الزهد والرقائق، باب الدنیا سجن للمومن و جنة للکافر، حدیث: ٢٩٦٤

باب:۵۰

اولاد مل جانے پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ ①

''جب اللہ نے انہیں بچہ عطا کیا تو انہوں نے اللہ کے ساتھ اوروں کو بھی اللہ کے ساتھ شریک کرلیا۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے بلند تر ہے''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''حضرت آدم وحواء کا ملاپ ہوا، حواء حاملہ ہوئیں تو ان کے پاس ابلیس آیا، اور کہنے لگا: میں وہی ہوں جس کی وجہ سے تمہیں جنت سے نکالا گیا تھا، میری ایک بات مان لو، تم اپنے بیٹے کا نام عبدالحارث رکھنا ورنہ میں اس کے سر پر بارہ سنگے کے دو سینگ بنادوں گا، جس کی وجہ سے بچہ تمہارا پیٹ چیر کر نکلے گا۔ اس طرح کی اور بھی باتیں کر کے اس نے حواء علیہا السلام کو بہت ڈرایا دھمکایا، مگر آدم وحواء نے اس کی بات نہ مانی اور بچہ مردہ پیدا ہوا۔

جب حواء علیہا السلام دوبارہ حاملہ ہوئیں تو پھر وہ ان کے پاس آیا اور وہی بات کہی، اور انہوں نے اس (شیطان) کی بات نہ مانی تو بچہ مردہ پیدا ہوا۔ پھر جب حواء علیہا السلام تیسری بار حاملہ ہوئیں تو پھر وہ آیا اور وہی باتیں کرنے لگا، ان کے دل میں بچے کی محبت پیدا ہوئی اور انہوں نے بچہ پیدا ہونے پر اس کا نام عبدالحارث رکھا۔ حضرت ابن

---

① سورۃ الاعراف: آیت: ۱۹۰

عباس فرماتے ہیں: ﴿جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا﴾ کی یہی تفسیر ہے۔ ①

اس واقعہ کو ابن ابی حاتم نے قتادہ سے صحیح سند کے ساتھ بیان کی ہے اور وہ فرماتے ہیں: آدم وحواء علیہما السلام نے شیطان کا کہا مانا تھا اس کی پوجا نہیں کی تھی۔ ②

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا﴾ کی تفسیر ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یوں بیان کی ہے: آدم وحوا کو خدشہ تھا کہ ہمارا بچہ مبادہ کہ انسان نہ ہو۔ ③

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب کے مطالعہ سے واضح ہوا کہ ہر وہ نام کہ جس میں غیر اللہ کی طرف نسبت ہو، حرام ہے۔

② سورہ الاعراف کی آیت کی روشنی میں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ شرکیہ نام رکھنا منع ہے۔

③ مذکورہ واقعہ میں آدم وحواء کی جس غلطی کی طرف اشارہ ہے وہ حقیقی شرک نہ تھا۔

④ بیٹے اور بیٹی کی ولادت اللہ کی نعمت ہے۔

⑤ اسلاف کے ہاں شرک فی الطاعۃ اور شرک فی العبادۃ میں فرق واضح تھا۔

---

① تفسیر ابن کثیر۔ یہ واقعہ ضعیف ہے، دیکھئے: السلسلۃ الضعیفۃ: روایت نمبر ۳٤۲

② تفسیر ابن جریر الطبری

② تفسیر الدر المنثور: ۳/٦۲٦

باب:۵۱

اسماءِ حسنیٰ (Attributes of Allah) کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ ①

''اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں۔ پس تم اس کو انہی ناموں سے پکارو اور ان لوگوں سے دور رہو جو اللہ کے اسماء میں الحاد کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے ان کے اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''الحاد کا معنی شرک ہے۔ (الحاد کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں) مشرکین نے لفظ اللہ سے اللات اور العزیز سے العزیٰ بنا لیا۔''

اعمش کا قول ہے کہ الحاد سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں اپنی طرف سے گھڑ کر ایسے ناموں کا اضافہ کرنا جو درحقیقت اس کے نام نہ ہوں۔ ②

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب میں اللہ تعالیٰ کے اسماء کے اثبات کا ذکر کیا گیا ہے۔

② اللہ تعالیٰ کے تمام نام اچھے اور بابرکت ہیں۔

③ آیت کریمہ میں اسماء حسنیٰ کے ذریعے اللہ کو پکارنے کا حکم دیا گیا ہے۔

④ آیت مبارکہ کی روشنی میں واضح ہوا کہ اسماء حسنیٰ میں الحاد کرنے والوں سے دور رہنا چاہیے۔

⑤ اللہ کے اسماء میں الحاد کی وضاحت حضرت ابن عباس اور اعمش کے اقوال سے ہوتی ہے۔

⑥ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں الحاد کرنے والوں کے لیے سخت وعید ہے۔

---

① سورۃ الاعراف، آیت: ۱۸۰

② تفسیر ابن کثیر: ۲۷۱/۳، ۲۷۲

باب:۵۲

السلام علی اللہ کہنا منع ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

''ہم نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوتے تو ہم کہتے:

[اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ اَلسَّلَامُ عَلَی فُلَانٍ وَ فُلَانٍ]

''اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام ہو، فلاں فلاں شخص پر بھی سلام ہو''

اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''السلام علی اللہ، نہ کہا کرو کیونکہ اللہ تو خود سلام ہے''①

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں سلام کی وضاحت کی گئی ہے۔

② یہ کلمہ مسلمانوں کا آپس میں ملتے وقت کا ایک تحیہ (تحفہ) ہے۔

③ السلام علی اللہ، کہنا اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔

④ السلام علی اللہ، کہنے سے منع کرنے کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اللہ تو خود سلام ہے، اسے سلامتی کی دعا کی کیوں ضرورت ہوگی؟

⑤ السلام علی اللہ، کی جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ''التحیات للہ و الصلوات و الطیبات'' پڑھنے کا حکم دیا ہے کیونکہ اللہ کی ذات کے شایان شان ایسے ہی عظیم کلمات ہیں۔

① صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب التشهد فی الآخرة، حدیث: ۸۳۱، ۸۳۵۔ صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب التشهد فی الصلاۃ، حدیث: ۴۰۲

باب:۵۳

اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے، کہنا منع ہے

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی بھی اس طرح دعا نہ کرے کہ یا اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے معاف کر دے، یا اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھ پر رحم کر دے۔ بلکہ پر اعتماد اور ٹھوس الفاظ کے ساتھ سوال کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔''①

ایک اور روایت میں یوں الفاظ ہیں:

''چاہیے کہ (اللہ سے) مانگنے والا پوری رغبت اور توجہ کے ساتھ مانگے اور دعا کرے کیونکہ کوئی چیز بھی عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے مشکل نہیں ہے۔''②

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے وقت یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے معاف کر دے۔

② دراصل ان الفاظ میں انسان کا تکبر اور بے پروائی کا اظہار ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے متکبرانہ الفاظ مجبور نہیں کر سکتے۔

③ پورے وثوق اور اعتماد اور ٹھوس الفاظ میں دعا کرنی چاہیے۔

④ حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ دعا میں دلی رغبت اور میلان بھی بہت ضروری ہے۔

⑤ اللہ کی ذات غنی اور صاحب قدرت واختیار ہے جبکہ انسان کمزور، بے بس اور محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی بات یا کوئی ذات مجبور نہیں کر سکتی۔

---

① صحیح بخاری: کتاب الدعوات، باب لیعزم المسألة فانه لا مکره له، حدیث: ٦٣٣٩۔ صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء، باب العزم بالدعاء، ولا یقل ان شئت، حدیث: ٢٦٧٩

② صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء والاستغفار، باب العزم بالدعاء، ولا یقل ان شئت، حدیث: ٢٦٧٩

باب:۵۴

کسی کو ”میرا بندہ“ یا ”میری بندی“ (Slave or Slave gril) کہنا منع ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کوئی شخص یوں نہ کہے، اپنے رب کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کرا، بلکہ اس طرح کہنا چاہیے: میرا آقا اور میرا مولا۔ اور اسی طرح کوئی یوں بھی نہ کہے: میرا بندہ اور میری بندی، بلکہ یوں کہے: میرا غلام، میرا خادم اور میری خادمہ۔“[1]

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب سے معلوم ہوا کہ اپنے غلام یا لونڈی کو ”میرا بندہ، یا میری بندی“ کہنا منع ہے۔

② کوئی غلام بھی اپنے آقا کو ”رب“ نہیں کہہ سکتا۔ ایسا کہنا بھی منع ہے۔

③ غلام اپنے مالک کو آقا، سیدی، مولا، اور مالک اپنے غلام کو خادم، غلام وغیرہ کہہ کر پکارے۔

④ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا عقیدہ توحید خراب نہ ہونے پائے، اس میں کمزوری نہ آنے پائے۔ اسی لیے ایسے الفاظ سے بھی اجتناب کرنے کا حکم ہے۔

---

① صحیح بخاری: کتاب العتق، باب کراهية التطاول على الرقيق، حديث: ۲۵۵۲۔ صحیح مسلم: کتاب الألفاظ من الأدب وغيرها، باب حكم اطلاق لفظة العبد والأمة، حدیث: ۲۲۴۹

باب:۵۵

اللہ کے نام پر سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ لوٹانا منع ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اللہ کے نام پر سوال کرے اسے کچھ نہ کچھ ضرور دو، جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر پناہ مانگے اسے پناہ دے دو، اور جو تمہیں دعوت دے اس کی دعوت قبول کرو، جو شخص تمہارے ساتھ حسن سلوک کرے تم بھی اسے اچھا بدلہ دو، اگر تم اس کا بدلہ نہ دے سکو تو اس کے حق میں اس قدر دعا کرو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا حق ادا کر دیا ہے۔''[1]

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① جب کوئی شخص اللہ کا واسطہ دے کر پناہ مانگے تو اسے ضرور پناہ دینی چاہیے۔

② اللہ کے نام پر سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا جائے۔

③ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کی جائے۔

④ جو آدمی تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے تم بھی اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

⑤ جو آدمی اپنے محسن کا بدلہ نہ دے سکے اسے چاہیے کہ اس کے حق میں نیک دعا کرے۔

⑥ دعا بھی اس قدر کرے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے اس کا حق ادا کر دیا ہے۔

---

① سنن ابی داود: کتاب الزکاۃ، باب عطیۃ من سأل باللہ، حدیث:١٦٧٢

باب:٥٦

اللہ کا واسطہ دے کر جنت ہی مانگی چاہیے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر صرف جنت کا سوال کرنا چاہیے''①

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سب سے بڑا عطیہ (جنت) ہی مانگنا چاہیے، کیونکہ اللہ عظیم ہے اور اس کے نام پر جنت جیسی عظیم چیز کا سوال ہی کرنا چاہیے۔

② اس باب میں مذکور حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفت ''چہرہ'' کا اثبات ہے۔

① سنن ابی داؤد: کتاب كراهية المسألة بوجه الله عزوجل، حدیث:١٦٧١

باب:۵۷

''اگر'' اور ''کاش'' کے الفاظ سے حسرت کا اظہار کرنا منع ہے

اللہ تعالیٰ فرمان ہے:

﴿يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا﴾①

''یہ منافق لوگ کہتے ہیں: اگر ہمارے بس میں کچھ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا﴾②

''یہ وہ لوگ ہیں جو خود تو گھروں میں بیٹھے ہیں اور اپنے بھائیوں (جنھوں نے اپنی جانیں قربان کر دیں) کے بارے کہتے ہیں کہ اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو کبھی نہ مارے جاتے''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس چیز کی حرص کر جو تیرے لیے مفید ہو، اور مدد صرف اللہ سے مانگ، عاجز ہو کر نہ بیٹھا رہ، اگر تجھے کوئی پریشانی آئے تو یوں نہ کہہ 'اگر میں یہ کر لیتا تو یوں ہو جاتا۔ بلکہ یوں کہہ' یہ اللہ کا فیصلہ ہے اس نے جو چاہا سو کیا۔ اس لیے کہ ''اگر'' کہنا شیطانی عمل ہے۔''③

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① سورۃ آل عمران کی آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

② کسی نقصان پر اگر مگر کہنا منع ہے۔

---

① سورة آل عمران، آيت: ١٥٤

② سورة آل عمران، آيت: ١٦٨

③ صحيح مسلم: كتاب القدر، باب الايمان بالقدر، حديث: ٢٦٦٤

③ کیونکہ ایسا کہنے سے شیطانی عمل دخل کا دروازہ کھلتا ہے۔

④ اس حدیث میں گفتگو کے آداب کی طرف اشارہ اور رہنمائی ہے۔

⑤ مفید چیز کی تمنا کرنا اور اللہ ہی سے مدد مانگنا چاہیے۔

⑥ عاجز، کاہل بن کر بیٹھ رہنا مذموم عمل ہے۔

باب:۵۸

ہوا اور آندھی کو برا بھلا کہنا منع ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہوا کو گالی مت دیا کرو، اور جب تم ہوا کو ناپسندیدہ خیال کرو تو یہ دعا پڑھا کرو:

[اللهم انا نسألك من خير هذه الريح و خير ما فيها و خير ما امرت به و نعوذ بك من شر هذه الريح و شر ما فيها و شر ما امرت به][1]

''یا اللہ! ہم تجھ سے اس ہوا اور جو کچھ اس ہوا میں ہے اور جس کا اسے حکم دیا گیا ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں، اور اس ہوا کے شر اور اس میں جو کچھ موجود ہے اس کے شر اور جس کا اسے حکم دیا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں''

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① ہوا کو گالی دینا، برا بھلا کہنا منع ہے۔

② جب انسان کسی چیز کو غیر مفید یا ناپسندیدہ محسوس کرے تو اس کے مقابل مفید اور پسندیدہ چیز کا سوال کرنا چاہیے۔

③ ہوا خود نہیں چلتی بلکہ اللہ کے حکم سے چلتی ہے اور اسی کے حکم کی پابند ہوتی ہے۔

④ حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوا کو بعض اوقات نقصان کا حکم بھی دیا گیا ہوتا ہے۔

---

① سنن الترمذی: کتاب الفتن، باب ما جاء فی النهی عن سب الرياح، حديث:٢٢٥٢

باب:۵۹

اللہ کے فیصلوں کے بارے بدگمانی کرنا جرم ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَ لِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾[1]

''یہ لوگ اللہ کے بارے میں ایام جاہلیت کے سے گمان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں ہمیں بھی کچھ اختیار ہے؟ آپ فرما دیں: تمام اختیارات اللہ کے قبضے میں ہیں۔ یہ لوگ اپنے دلوں میں باتیں مخفی رکھتے ہیں آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں اگر ہمارے اختیار کچھ میں ہوتا تو ہم یہاں مارے نہ جاتے۔ آپ ان سے کہہ دیں اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی موت لکھی تھی وہ ضرور اپنے مرنے کی جگہوں پر آ پہنچتے۔ (یہ سارا ماجرہ) اس لیے (پیش آیا) کہ اللہ تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمائے۔ تمہارے دلوں کی تمام باتوں کو اللہ خالص کر دے، یقیناً وہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ﴾[2]

''جو لوگ اللہ کے بارے میں غلط گمان رکھتے ہیں اس بدگمانی کی غلطی و برائی کا وبال انہی

---

① سورة آل عمران، آيت: ١٥٤ .

② سورة الفتح، آيت: ٦

پر پڑے گا''

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اول الذکر آیت کے بارے فرماتے ہیں:

''اس آیت میں لوگوں کے جس ناحق احمقانہ گمان کا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ گمان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مدد نہیں کرے گا اور اس کی دعوت جلد ہی مٹ جائے گی، اور اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر جو مصیبت آئی ہے وہ اللہ کی حکمت سے نہیں آئی۔ گویا کہ وہ لوگ اللہ کی تقدیر و حکمت کا انکار کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دین باقی ادیان پر غالب نہیں آئے گا۔ منافقوں اور مشرکوں کے اسی گمان کا ذکر سورۃ الفتح کی آیت (جو پچھلی سطور میں مذکور ہے) میں ہوا ہے۔

کیونکہ ایسا گمان اللہ تعالیٰ کی شان و بزرگی کے خلاف ہے۔ پس جو شخص یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ باطل کو مغلوب اور حق کو غالب نہیں کرے گا بلکہ حق مٹ جائے گا، یا کوئی یہ سمجھے کہ فلاں معاملہ اللہ کے فیصلے سے نہیں ہوا تو ایسا عقیدہ رکھنے اور ایسی بات کرنے والا انسان کافر ہے۔ اس کے لیے جہنم کا عذاب ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بعض معاملات میں جو کہ ان کی ذات سے تعلق رکھتے ہوں یا کسی اور کی ذات سے، غلط اور برا گمان رکھتے ہیں۔ اس بدگمانی سے وہی لوگ محفوظ ہیں جو اللہ کی ذات اور اس کے اسماء و صفات اور اس کی حکمت کے اسباب کو جانتے اور سمجھتے ہیں۔ لہٰذا وج اپنے لیے بھلائی اور خیر چاہتا ہے اسے چاہیے کہ اللہ کے بارے بدگمانی جیسے گناہ کی معذرت پیش کر کے معافی مانگے۔ اکثر لوگ تقدیر کی شکائت کرتے ہیں اور ہمیشہ ہی تقدیر کا شکوہ کرتے نظر آتے ہیں یعنی اس طرح کہتے ہیں: فلاں کام اس طرح ہونا چاہیے تھا، فلاں کے ساتھ یہ معاملہ اس طرح ہونا چاہیے تھا۔ یہ سوچ کسی انسان میں کم ہے اور کسی میں زیادہ۔ اب آپ بھی اپنے آپ پر غور کریں کہیں اس بدگمانی میں مبتلا تو نہیں؟ اگر آپ اس سے بچے ہوئے ہیں تو آپ ایک بہت بڑی مصیبت سے بچے ہوئے ہیں۔ اور اگر یہ برائی موجود

ہے تو میں نہیں جانتا کہ آپ کے لیے کوئی راہ نجات بھی ہے؟"[1]

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① سورۂ آل عمران کی آیت کی تفسیر اس باب میں بیان کی گئی ہے۔

② سورۂ الفتح کی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

③ بدگمانی کی بہت سی صورتیں ہیں۔

④ اللہ کے بارے بدگمانی سے صرف وہی بچتا ہے جو اللہ کے اسماء وصفات کی حقیقت سے واقفیت اور معرفت نفس رکھتا ہے۔

---

① زاد المعاد: ۳/ ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰

باب:٦٠

تقدیر کا انکار (Deniers of Fate) کرنے والوں کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو اور وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو اس کا یہ عمل تب تک قابل قبول نہیں جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالی، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روز قیامت اور تقدیر پر یقین کامل رکھے''①

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: تو اس وقت تک ایمان کی لذت محسوس نہیں کر سکتا جب تک یہ یقین نہ کر لے کہ جو مصیبت تجھے پہنچنے والی ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو نہیں پہنچنے والی اسے کوئی تم پر نازل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم دیا کہ ''لکھ'' اس نے کہا: میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالی نے فرمایا: قیامت تک آنے والی ہر چیز کی تقدیر لکھ دے''

اے بیٹا! میں نے اللہ کے نبی کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''جو شخص اس کے علاوہ کسی اور عقیدے کو اپنائے ہوئے مرا، وہ میری امت سے ہی نہیں''②

ایک اور روایت میں یوں مذکور ہے:

---

① صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان، حدیث:٨

② سنن ابی داؤد: کتاب السنۃ، باب فی القدر، حدیث:٤٧٠٠

''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے لکھنے کا حکم دیا تو اس نے اسی وقت قیامت تک ہونے والی ہر بات لکھ ڈالی'' ①

ایک اور روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ان الفاظ میں مذکور ہے:

''جو آدمی تقدیر کے اچھے یا برے ہونے پر ایمان نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ میں جلائے گا'' ②

حضرت ابی بن کعب کی خدمت میں ابن الدیلمی حاضر ہوئے اور کہا: میرے دل میں تقدیر کے بارے میں کچھ شبہات ہیں، آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنائیے تاکہ میرے شبہات ختم ہو جائیں، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دو تمہارا یہ عمل تب تک اللہ کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں ہوگا جب تک تم تقدیر پر ایمان نہیں لاؤ اور یہ یقین نہ کرلو کہ کوئی مصیبت جو تمہیں پہنچنے والی ہے وہ کبھی ٹل نہیں سکتی اور جو مصیبت تمہیں نہیں پہنچنے والی وہ کبھی تم پر آنہیں سکتی، اگر تمہارا عقیدہ اس کے خلاف ہوا اور اسی حالت میں تمہاری موت واقع ہوگئی تو تم جہنمیوں میں سے ہوگے'' ③

ابن الدیلمی کہتے ہیں: میں اس کے بعد عبداللہ بن مسعود، حذیفہ بن الیمان، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے پاس گیا، ان سے اپنا وہی سوال دہرایا تو انہوں نے بھی مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی حدیث مبارکہ سنائی۔

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے۔

---

① مسند احمد بن حنبل: ۵/ ۳۱۷

② اس روایت کو ابن وہب نے کتاب القدر میں بیان کیا ہے

③ سنن ابی داؤد: کتاب السنۃ، باب فی القدر، حدیث: ۴۶۹۹

② اس باب میں تقدیر پر ایمان لانے کی صورت بھی واضح کر دی گئی ہے۔

③ تقدیر پر ایمان نہ لانے والے کے اعمال قبول نہیں کیے جاتے۔

④ انسان تقدیر پر ایمان لائے بغیر ایمان کی صحیح لذت سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔

⑤ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔

⑥ قلم نے اللہ کے حکم کے مطابق قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھ ڈالے۔

⑦ جو لوگ تقدیر پر ایمان نہیں رکھتے اللہ کے نبیؐ نے اس سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔

⑧ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سلف صالحین کو اگر کسی معاملے میں شبہ ہوتا تو اہل علم سے مل کر اپنے شبہات کو دور کراتے تھے۔

⑨ صحابہ کرام کا مسئلہ سمجھانے کا انداز یہ تھا کہ وہ بطور دلیل نبی اکرمؐ کا فرمان پیش کرتے تھے۔

باب:٦١

مصوروں (Photo Graphers) کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو میری تخلیق کی طرح تخلیق کرنے کی کوشش کرے ایسے لوگ ایک ذرہ، ایک جو ہی بنا کر دکھا دیں''①

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصوروں کے عذاب کے بارے فرمایا:

''قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت عذاب ان کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں''②

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''ہر مصور کو جہنم میں ڈالا جائے گا اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے ایک جان بنائی جائے گی جس کے ذریعے اسے عذاب دیا جائے گا''③

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے دنیا میں کسی جاندار کی تصویر بنائی، اسے قیامت کے روز اس میں روح ڈالنے

---

① صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب نقض الصور، حدیث: ۵۹۵۳۔ صحیح مسلم: کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان، حدیث: ۲۱۱۱

② صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب ما وطی من التصاویر، حدیث: ۵۹۵۰۔ صحیح مسلم: کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان، حدیث: ۲۱۰۷

③ صحیح بخاری: کتاب البیوع، باب بیع التصاویر التی لیس فیها الروح، حدیث: ۲۲۲۵۔ صحیح مسلم: کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان، حدیث: ۲۱۱۰

کا حکم دیا جائے گا مگر وہ اس میں روح ڈال نہیں سکے گا'' ①

جناب ابوالھیاج اسدی فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا:

''کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس کام پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا؟ وہ یہ کہ تم ہر تصویر کو مٹا دو اور ہر اونچی قبر کو برابر کر دو'' ②

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب میں مصوروں کے لیے سخت وعید بیان کی گئی ہے۔

② تصویر کشی کرنا اللہ کی بارگاہ میں بہت بڑی گستاخی ہے۔جیسا کہ باب مین مذکور حدیث قدسی میں ذکر کیا گیا ہے۔

③ اللہ تعالیٰ کے سامنے تمام مخلوق بے بس، کمزور اور عاجز ہے کہ یہ لوگ ایک ذرہ، ایک دانہ بنانے کی بھی قدرت نہیں رکھتے۔

④ حدیث مبارکہ کی روشنی میں یہ واضح ہے کہ تصویر بنانے والوں کو سخت عذاب ہوگا۔

⑤ مصور کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے ایک جان پیدا کی جائے گی جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دیں گے۔

⑥ مصور کو اس کی بنائی ہوئی تصویر میں روح ڈالنے کا حکم دیا جائے گا مگر وہ ایسا کبھی نہ کر سکے گا۔

⑦ حدیث مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جہاں بھی تصویر ہو اسے مٹا دینا چاہیے۔

---

① صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب من صور صورة كلف يوم القيامة، حديث: ٥٩٦٣۔
صحیح مسلم: کتاب اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، حديث: ٢١١٠

② صحیح مسلم: كتاب الجنائز، باب الامر بالتسوية القبر، حديث: ٩٦٩

باب:۶۲

بہت زیادہ قسمیں اٹھانے کی مذمت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاحْفَظُوْا اَيْمَانَكُمْ﴾ ①

''اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو'' (یعنی فضول قسمیں نہ اٹھاؤ، جو اٹھاؤ اسے پورا کرو)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قسم سامان فروخت کرنے کا ذریعہ تو ہے مگر اس سے سامان میں سے برکت اٹھ جاتی ہے'' ②

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز نظر رحمت سے دیکھیں گے نہ انہیں گناہوں سے پاک کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: (وہ تین آدمی یہ ہیں) ایک: بوڑھا زانی، دوسرا: متکبر فقیر، تیسرا: جو اللہ کی قسم اٹھا کر سامان خریدتا ہے اور اس کی قسم اٹھا کر ہی بیچتا ہے گویا کہ اس نے اللہ کو اپنا سامان تجارت سمجھ رکھا ہے'' ③

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میری امت کا سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر وہ جو اس کے بعد ہوگا، پھر وہ جو

---

① سورة المائدة، آیت: ۸۹

② صحیح بخاری: کتاب البیوع، باب یمحق اللہ الربی و یربی الصدقات، حدیث: ۲۰۸۷۔
صحیح مسلم: کتاب المساقاة، باب النهی عن الحلف فی البیع، حدیث: ۱۶۰۶

③ المعجم الکبیر للطبرانی: حدیث: ۶۱۱۱

اس کے بعد ہوگا۔صحابی (عمران بن حصین) فرماتے ہیں: مجھے اچھی طرح یاد نہیں پڑتا کہ آپ نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین کا، آپؐ نے فرمایا: پھر تمہارے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو بغیر مانگے گواہی دیں گے، خائن ہوں گے، امانتدار نہیں ہوں گے، نذر مانیں گے تو پوری نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا'' ①

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سب سے بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر جو ان کے بعد ہوں گے، پھر جو ان کے بعد ہوں گے، پھر ایسے لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم پر اور قسم گواہی پر سبقت لے جائے گی'' ②

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے بزرگ ہمیں بچپن میں ہی گواہی پر قائم رہنے کی تربیت کے لیے سزا دیا کرتے تھے۔

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① سورۃ المائدۃ کی آیت مبارکہ میں قسموں کو پورا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

② حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم سے بیچا ہوا سامان برکت سے خالی ہوتا ہے۔

③ حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سامان فروخت کرتے وقت خواہ مخواہ قسمیں اٹھانے والے کے لیے سخت وعید ہے۔

---

① صحیح بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضائل اصحاب النبی و من صحب النبی، حدیث: ۳۶۵۰۔ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم، حدیث: ۲۵۳۵

② صحیح بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضائل اصحاب النبی و من صحب النبی، حدیث: ۳۶۵۱۔ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم، حدیث: ۲۵۳۳

④ صغیرہ گناہ بھی بار بار کرنے سے کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتے ہیں۔

⑤ جو لوگ قسمیں طلب کیے بغیر خواہ مخواہ قسمیں اٹھاتے پھریں ان کے لیے سخت وعید ہے۔

⑥ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کی تعریف اور بعد میں آنے والے وقت میں پیدا ہونے والے حالات کی پیشین گوئی فرمائی ہے۔

⑦ بغیر طلب کیے گواہی دینے والوں کے لیے بھی وعید سنائی گئی ہے۔

⑧ ابراہیم نخعی کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلاف اپنی اولاد کی اسلامی تربیت کے لیے ان پر سختی بھی کیا کرتے تھے، بالخصوص وعدوں اور گواہی پر قائم رہنے کی تربیت کے لیے۔

باب:۶۳

اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴾ ①

''جب تم وعدہ کرو تو اسے پورا کرو، قسمیں پختہ کرنے کے بعد مت توڑو، کیونکہ تم اللہ کو ضامن بنا چکے ہوتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بخوبی خبر رکھتا ہے''

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی فوج یا دستے کا جب کسی کو امیر بناتے تو اسے اللہ سے ڈرنے اور اپنے رفقائے سفر کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرماتے، اور فرماتے:

''اللہ کی راہ میں اللہ کا نام لے کر قتال کرنا اور ہر اس آدمی سے لڑنا جو اللہ کے ساتھ کفر کرتا ہے، لڑائی کرنا اور خیانت نہ کرنا، بدعہدی اور کسی لاش کا مثلہ نہ کرنا اور نہ ہی بچوں کو قتل کرنا جب دشمن سے تمہارا سامنا ہو تو اسے تین باتوں کی پیش کش کرنا اگر وہ ان میں سے کوئی ایک بھی تسلیم کرلیں تو ان کے ساتھ لڑائی نہ کرنا:

① سب سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ اسے قبول کرلیں تو اسے منظور کرلینا، اور انہیں مہاجرین کے علاقہ کی طرف ہجرت کی دعوت دینا، اور انہیں بتانا کہ اگر وہ ہجرت کریں گے تو انہیں وہ سب حقوق ملیں گے جو مہاجرین کو ملے ہیں اور جو محنت مہاجرین کو کرنا پڑتی ہے وہ انہیں بھی کرنا پڑے گی۔ اگر وہ ہجرت سے انکار کر دیں تو انہیں کہنا کہ وہ ان بدوی

---

① سورۃ النحل، آیت: ۹۱

مسلمانوں کی طرح ہوں گے جن پر اللہ کا حکم لاگو ہو چکا ہے کہ انہیں مال غنیمت یا مال فی میں سے کچھ بھی حصہ نہیں ملے گا۔ الا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہو جائیں۔

② اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جزیہ وصول کرنا اور اگر وہ جزیہ دینے کے لیے راضی ہو جائیں تو قبول کر لینا اور لڑائی سے رک جانا۔

③ اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کر دیں تو ان سے لڑائی کرنا اور تم قلعہ بند دشمن کا محاصرہ کرو اور اگر دشمن چاہیں کہ تم انہیں اللہ اور اس کے رسول کی امان دے دو تو ایسا ہرگز نہ کرنا اور اپنے ساتھیوں کی امان اور تحفظ دینا، کیونکہ اگر تمہیں امان دینے کا عہد توڑنا پڑے تو اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ کو توڑنے سے کم تر ہوگا۔ اور جب تم کسی قلعہ بند دشمن کا محاصرہ کرو تو وہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری پر اس سے صلح کر لیں تو ایسا مت کرنا بلکہ تم اس سے صلح اپنی ذمہ داری پر کرنا، کیونکہ معلوم نہیں کہ تم ان کے بارے اللہ کی مرضی اور فیصلہ کو پاسکو گے بھی یا نہیں'' ①

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اس باب سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے امان و ذمہ اور مسلمانوں کے امان و ذمہ میں فرق ہوتا ہے۔

② حدیث مبارکہ سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ جب مختلف صورتوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہو تو آسان اور کم نقصان والی کو منتخب کرنا چاہیے۔

③ اللہ کی راہ میں جہاد اللہ کا نام لے کر کیا جائے۔

④ جو اللہ تعالیٰ سے کفر کرتا ہو اس سے قتال کیا جائے۔

---

① صحیح مسلم: کتاب الجهاد، باب تامیر الامام الامراء علی البعوث..، حدیث: ۱۷۳۱

⑤ جہاد وقتال میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے۔

⑥ اہل علم کا فیصلہ غلط ہوسکتا ہے مگر اللہ کا فیصلہ غلط نہیں ہوسکتا، یہی اہل علم اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں فرق ہے۔

⑦ یہ بھی معلوم ہو کہ بوقت ضرورت کیے گئے فیصلے کے بارے کوئی نہیں جانتا ہوتا کہ یہ اللہ کے حکم کے مطابق ہے یا نہیں۔

باب:٦٤

تکبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی قسمیں اٹھانے کی ممانعت کا بیان

حضرت جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں بندے کی کبھی بخشش نہیں کرے گا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ کون ہے جو میری قسم اٹھانے کی جسارت کر رہا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا، میں نے اس کی تو بخشش کر دی اور قسم والے کے اعمال ضائع کر دیئے۔'' ①

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ قسم اٹھانے والا آدمی ایک نیک انسان تھا۔ اس نے ایسی بات کہہ دی جس نے اس کی دنیا و آخرت کو تباہ کر دیا۔ ②

جواہر پارے:(Extracted Juice)

① اپنی نیکی اور پاکدامنی کے غرور میں کسی کے بارے غلط قسم اٹھانے والے کا انجام بہت برا ہوگا۔

② بعض اوقات آدمی ایک ایسا عمل کر بیٹھتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور وہ جنتیوں کی بجائے جہنمیوں میں سے ہو جاتا ہے۔

③ اسی طرح برے آدمی کا معاملہ ہے کہ معمولی نیکی اس کی نجات اور تمام گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتی ہے۔

④ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان اسی مفہوم کو پیش کرتا ہے:

''بعض اوقات انسان ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے جس کی سنگینی کا اسے احساس نہیں ہوتا لیکن اس کی وجہ سے اس کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں''

⑤ باب کے مطالعہ سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے۔ اس لیے ہر کام سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔

---

① صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب النهي عن تقنيط الانسان من رحمة الله، حديث: ۲۶۲۱

② سنن ابی داؤد: کتاب الادب، باب في النهي عن البغي، حديث: ۴۹۰۱

باب: ٦٥

اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے سامنے سفارشی کی حیثیت سے پیش کرنا اس کی شان جلالت میں گستاخی ہے

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک بدوی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر شکایت کی: یا رسول اللہ! جانی نقصان ہونا شروع ہو گیا، بچے بھوک سے بلکنے لگے اور مویشی مرنے لگے ہیں، آپ ہمارے لیے اپنے رب سے بارش کی دعا فرمائیں، ہم اللہ تعالیٰ کو آپ کے سامنے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے بطور سفارشی پیش کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: سبحان اللہ، سبحان اللہ، اور آپ بدستور یہی پڑھتے رہے، یہاں تک کہ صحابہ کرام کے چہروں پر بھی اس کا اثر ظاہر ہونے لگا، پھر آپؐ نے فرمایا:

''افسوس ہے تجھ پر! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کی ذات کیا ہے؟ اس کا مقام اور اس کی شان و شوکت کیا ہے؟ اللہ کی شان اور عظمت اس بات سے کہیں بلند ہے کہ اسے کسی کے سامنے سفارشی کے طور پر پیش کیا جائے'' ①

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① اس باب سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے سامنے سفارشی کے طور پر پیش کرنا اللہ کی شان کے خلاف اور اس کی گستاخی ہے۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدو کی بات سے ناراضی کا اظہار فرمایا۔

② بدو کی بات سن کر آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا حتی کہ آپ کی اس حالت کو دیکھ کر صحابہ کے رنگ بھی تبدیل ہو گئے۔

---

① سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی الجھمیۃ، حدیث: ٤٧٢٦

③ نبی اکرم ﷺ نے بدوی کہ پہلے بات پر نکیر فرمائی کہ اس نے کہا تھا: ہم اللہ کو آپ کے ہاں سفارشی کے طور پر پیش کرتے ہیں، اور اس کے دوسرے جملے: ہم آپ کو اللہ کے ہاں سفارشی پیش کرتے ہیں، پر کچھ انکار نہیں کیا۔

④ سبحان اللہ، تعجب اور کسی بات کے انکار کے وقت کہا جا سکتا ہے۔

⑤ صحابہ کرام نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بارش کی دعا کرایا کرتے تھے۔

باب:٦٦

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی حفاظت کے لیے شرک کے تمام راستے بند کر دیے

حضرت عبداللہ بن شخیر فرماتے ہیں: میں بنو عامر کے ایک وفد کے ساتھ نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے کہا: آپ ہمارے سید ہیں۔ آپ نے فرمایا: السید صرف اللہ کی ذات ہے۔ پھر ہم نے کہا: مقام و عظمت کے اعتبار سے آپ ہم سے اعلیٰ ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اس طرح کی بات کہہ سکتے ہو، خیال رکھنا کہ کہیں شیطان تمہیں اپنے جال میں نہ پھنسا لے۔ ①

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کچھ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم سب سے اعلیٰ! ہم سب سے بہتر کے فرزند! اے ہمارے سردار! ہمارے سردار کے بیٹے! تو آپ نے فرمایا:

''اے لوگو! اس طرح کے الفاظ کہہ لیا کرو۔ خیال رکھنا کہیں شیطان تمہیں اپنے جال میں نہ پھنسا لے۔ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں میں نہیں چاہتا کہ تم میرے مقام سے مجھے بڑھا دو جو مقام اللہ نے مجھے دیا ہے۔'' ②

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ہر موقع پر غلو اور مبالغہ آمیزی سے ڈرایا ہے۔

② جب لوگ کسی کو اپنا سردار کہیں تو اسے غرور میں نہیں آنا چاہیے بلکہ وہ کہے کہ حقیقی سردار تو اللہ کی ذات ہے۔

③ علمائے کرام اور دیگر بڑوں کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ لوگوں کو غلو سے بچنے کی تاکید کرتے رہیں۔

④ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو غلو سے حد درجہ نفرت تھی۔

---

① سنن ابی داؤد: كتاب الادب، باب فی کراهية التمادح، حديث: ٤٨٠٦

② عمل اليوم و الليلة للنسائی: حديث: ٢٤٨، ٢٤٩

باب:٦٧

اللہ تعالیٰ کی عظمت ورفعت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ [1]

''اور انہوں نے اللہ کی قدر کما حقہ نہیں کی۔ قیامت کے روز ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بلند ترین ہے''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک یہودی عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے محمد! ہماری کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی کو ایک انگلی پر، مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھ کر فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں۔ نبی اکرمؐ اس کی بات سن کر بطور تصدیق ہنس پڑے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں نمایاں ہوگئی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ [2]

''اور انہوں نے اللہ کی قدر کما حقہ نہیں کی۔ قیامت کے روز ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے

---

(1) سورۃ الزمر، آیت:٦٧

(2) سورۃ الزمر، آیت:٦٧

شرک سے پاک اور بلند ترین ہے‘‘①

ایک اور روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر رکھیں گے اور تمام مخلوقات کو ہلا ہلا کر فرمائیں گے: میں بادشاہ ہوں میں ہی اللہ ہوں۔②

ایک روایت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آسمانوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور نمناک مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی ساری مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھیں گے۔③

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑیں گے اور فرمائیں گے: میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں وہ، جو خود کو دنیا میں سرکش سمجھتے اور تکبر کرتے تھے؟ پھر اللہ تعالیٰ ساتوں زمینوں کو اپنے ہاتھوں میں لپیٹ کر فرمائیں گے: میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں وہ، جو خود کو دنیا میں سرکشی کرتے اور تکبر کرتے تھے؟‘‘④

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: قیامت کے روز ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں اس طرح ہوں گی جیسے کہ تم میں سے کسی کے ہاتھ پر رائی کا دانہ۔⑤

امام ابن جریر باسند بیان فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کرسی اور سات آسمانوں میں یوں نسبت ہے کہ جیسے سات درہم کسی ڈھال میں رکھے ہوں۔ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ کی کرسی اس کے عرش کے مقابلہ میں اس طرح ہے جیسے لوہے کا چھلہ کسی وسیع و عریض میدان

---

① صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب قولہ تعالی و ما قدروا اللہ حق قدرہ، حدیث:٤٨١١
صحیح مسلم: کتاب صفات المنافقین، باب صفة القیامة والجنة والنار، حدیث:٢٧٨٦

② صحیح مسلم: کتاب صفات المنافقین، باب صفة القیامة والجنة والنار، حدیث:٢٧٨٦

③ صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب قولہ تعالی و ما قدروا اللہ حق قدرہ..، حدیث:٤٨١١

④ صحیح مسلم: کتاب صفات المنافقین، باب صفة القیامة والجنة والنار، حدیث:٢٧٨٨

⑤ تفسیر ابن جریر الطبری

میں رکھا ہو۔ ①

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آسمان دنیا سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اسی طرح ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اسی طرح ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان، کرسی اور پانی کے درمیان بھی پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ پانی کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عرش پر ہے۔ یاد رکھو تمہارا کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں۔ ②

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے روایت ہے: نبی اکرمؐ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ زمین و آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ اور ہر آسمان سے دوسرے آسمان کا فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔ اور ہر آسمان کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے۔ ساتویں آسمان اور عرش الٰہی کے درمیان ایک سمندر ہے، اس کے نیچے اور اوپر والے حصوں کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ہے۔ انسان کا کوئی عمل اللہ سے مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ ③

جواہر پارے: (Extracted Juice)

① سورۃ الزمر کی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

② یہودی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تورات کی کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جن کی یہود نے تاویل نہیں کی۔

③ یہودی کی باتیں سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق کی اور قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی۔

① تفسیر ابن جریر الطبری

② المعجم الکبیر للطبرانی: حدیث: ۸۹۸۷

③ سنن ابی داؤد: کتاب السنة، باب فی الجهمية، حدیث: ۴۷۲۳

④ آپ کا مسکرانا یہود کی عالمانہ باتوں کی بنا پر تھا۔

⑤ باب میں مذکور حدیث سے اللہ تعالیٰ کی صفت ''ید'' یعنی ہاتھ، کا اثبات ہوتا ہے۔

⑥ حدیث میں تو اللہ کے ہاتھ کو دائیاں بائیاں کہنے کی صراحت بھی ہے۔

⑦ اللہ تعالیٰ روز قیامت بڑے جلال اور رعب سے کہیں گے میں ہی مالک، میں ہی اللہ ہوں۔

⑧ سارے زمین و آسمان اللہ کے ہاتھ پر اس طرح ہوں گے جس طرح کسی انسان کے ہاتھ پر رائی کا دانہ۔

⑨ اللہ کی کرسی آسمانوں کی نسبت بہت بڑی ہے۔

⑩ کرسی کی نسبت عرش بہت بڑا ہے۔

⑪ اللہ تعالیٰ کا عرش، کرسی اور پانی سب مختلف چیزیں ہیں۔

⑫ ہر دو آسمانوں کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔

⑬ ساتویں آسمان اور کرسی کے مابین بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔

⑭ کرسی اور پانی کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔

⑮ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر ہے۔

⑯ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہیں۔

⑰ زمین اور آسمان کے مابین پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔

⑱ ہر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے۔

⑲ آسمانوں کے اوپر والے سمندر کی تہہ اور اس سطح کے درمیان بھی پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔

ہماری کتب



سیرۃ النبی
رسول اللہ کا دسترخوان
تفسیر آیۃ کریمہ
جنت
علوم الحدیث
فقہ السنۃ
فقہ السنۃ
اسلام میں حلال و حرام